ہفت روزہ
خدام الدین لاہور
بیادگار:
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۲۶ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ
۷ اپریل ۱۹۶۷ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور
ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

وعنها ان النبي صلى الله عليه وسلم كان ينام اول الليل ويقوم آخره فيصلي - متفق عليه

ترجمہ - حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے ابتدائی حصہ میں آرام فرماتے اور آخر حصہ قیام فرماتے، پھر نماز پڑھتے (بخاری و مسلم)

وعن حذيفة رضي الله عنه قال: صليت مع النبي صلى الله عليه وسلم ذات ليلة فافتتح البقرة، فقلت: يركع عند المائة، ثم مضى، فقلت: يصلي بها في ركعة، فمضى، فقلت: يركع بها، ثم افتتح النساء فقرأها، ثم افتتح آل عمران فقرأها يقرأ مترسلا اذا مر بآية فيها تسبيح سبح، واذا مر بسؤال سأل، واذا مر بتعوذ تعوذ، ثم ركع فجعل يقول: سبحان ربي العظيم، فكان ركوعه نحوا من قيامه، ثم قال: سمع الله لمن حمده ربنا لك الحمد، ثم قام طويلا قريبا مما ركع، ثم سجد فقال: سبحان ربي الاعلى فكان سجوده قريبا من قيامه، رواه مسلم.

ترجمہ - حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ میں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، چنانچہ آپ نے سورہ بقرہ کی تلاوت شروع کی میں کہنے لگا، کہ (شاید) آپ سو آیت پر رکوع فرمائیں گے چنانچہ آپ پڑھتے رہے، پھر میں نے سوچا، کہ اس کو ایک رکعت میں پڑھیں گے لیکن آپ پڑھتے رہے، میں نے سوچا اس سورت کے ختم پر رکوع کریں گے لیکن آپ نے سورہ نساء شروع کر دی اس کو پڑھا تو آل عمران شروع کی، اس کو پڑھا، اور آپ ترتیل کے ساتھ قرات کر رہے تھے، جب آپ کسی تسبیح کی آیت پر گزرتے تو تسبیح فرماتے، اور سوال کے موقعہ سے گزرتے، تو سوال کرتے اور تعوذ کے مقام سے گزرتے تو پناہ مانگتے، پھر رکوع کیا اور اس میں سبحان ربی العظیم پڑھنا شروع کیا تو آپ کا رکوع بھی آپ کے قیام کے برابر تھا پھر آپ نے رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا لک الحمد فرمایا پھر رکوع کے بقدر طویل قیام فرمایا، پھر آپ نے سجدہ کیا اور اس میں "سبحان ربی الاعلیٰ" فرمایا، سو آپ کا سجدہ بھی آپ کے قیام کے قائم مقام تھا (اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے)

وعن جابر رضي الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ان في الليل لساعة لا يوافقها رجل مسلم يسأل الله تعالى خيرا من امر الدنيا والآخرة الا اعطاه اياه وذلك كل ليلة رواه مسلم

ترجمہ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، "آپ فرماتے تھے، کہ ہر شب میں ایک ایسی ساعت قبولیت کی ہوتی ہے، کہ مسلمان آدمی اپنے آخرت یا دنیا کے کسی قسم کے فائدے کی بھی دعا اللہ تعالے سے اگر اس ساعت میں کرے، تو وہ فائدہ اس کو عطا ہو ہی جاتا ہے، اور یہ ساعت ہر رات میں ہوتی ہے (مسلم)

وعن ابي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رحم الله رجلا قام من الليل فصلى وايقظ امرأته فان ابت نضح في وجهها الماء، رحم الله امرأة قامت من الليل فصلت وايقظت زوجها فان ابى نضحت في وجهه الماء رواه ابو داود باسناد صحيح،

ترجمہ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالے ایسے آدمی پر بہت مہربان ہوتے ہیں۔ جو تہجد کے وقت اٹھا - آپ نماز پڑھی - اور اپنی بیوی کو بھی جگایا، اگر اس نے انکار کیا تو اس کے منہ پر پانی کا چھینٹا دے دیا اور ایسی عورت پر بھی اللہ تعالے بہت مہربان ہوتے ہیں، کہ تہجد کے وقت اٹھی آپ نماز پڑھی اور اپنے شوہر کو بھی جگایا اگر اس نے انکار کیا - تو اس نے بھی اس کے منہ پر پانی ڈال دیا - ابوداؤد نے اسناد صحیح کے ساتھ اس حدیث کو ذکر کیا ہے

وعن عائشة رضي الله عنها ان النبي صلى الله عليه وسلم قال: اذا نعس احدكم في الصلوة فليرقد حتى يذهب عنه النوم فان احدكم اذا صلى وهو ناعس لعله يذهب يستغفر فيسب نفسه" متفق عليه،

ترجمہ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے - فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا - کہ جب کسی کو نماز میں اونگھ آجایا کرے - تو وہ (نماز چھوڑ کر) اتنا سو لیا کرے کہ نیند جاتی رہے اس لئے کہ جب تم میں سے کوئی اونگھتا ہوا نماز پڑھے گا - تو کیا عجب ہے کہ چاہے تو استغفار کرنا اور منہ سے برا بھلا نکلے (اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے

وعن عائشة رضي الله عنها قالت كنا نعد لرسول الله صلى الله عليه وسلم سواكه وطهوره فيبعثه الله ما شاء ان يبعثه من الليل فيتسوك ويتوضأ ويصلي" رواه مسلم

ترجمہ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے - بیان کرتی ہیں - کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آپ کی مسواک اور وضو کا پانی تیار کر کے رکھتے سو اللہ تعالے آپ کو بیدار فرماتا - جب بھی رات میں بیدار کرتا - آپ (اٹھ کر) مسواک کرتے، اور وضو فرماتے، پھر نماز پڑھتے (مسلم)

وعن انس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اكثرت عليكم في السواك رواه البخاري

ترجمہ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے - بیان کرتے ہیں - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے مسواک کے بارے میں تم کو بہت تاکید کر دی ہے (بخاری)

بعد از خدائے پاک مقام رسولؐ ہے

شرح کلام پاک کلام رسولؐ ہے

مضطر گجراتی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۲ | ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ بمطابق ۷ اپریل ۱۹۶۷ء | شمارہ ۴۸

اسلام کا روحانی رشتہ

(نائب مدیر)

"میرا یہ پختہ یقین ہے کہ پاکستان کے عوام کی بھلائی اس بات میں مضمر ہے کہ دونوں صوبوں میں اتحاد برقرار رہے کیونکہ دونوں صوبے الگ الگ رہ کر زندہ نہیں رہ سکتے۔ پاکستان گوناگوں مسائل سے دوچار ہے لیکن ملک کے دونوں صوبوں کے درمیان اسلام اور قومی وحدت کے ناقابلِ شکست رشتے موجود ہیں جنہیں مزید فروغ دیا جانا چاہیئے۔"

یہ الفاظ صدر مملکت فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں نے حال ہی میں ڈھاکہ کے ایوانِ صدر میں وکلا کے ایک وفد سے ملاقات کے دوران کہے۔ انہوں نے ملک کے اہم مفادات کے بارے میں اپنے نظریات کی وضاحت کرتے ہوئے وکلاء اور ملک کے دوسرے لوگوں کو قومی اتحاد کے لئے کام کرنے کی بھی تلقین کی۔

ہر محبِّ قوم و وطن پاکستانی اس بات کو تسلیم کرے گا کہ اس نظریے کو عملی طور پر اپنائے بغیر نہ ملک ترقی کی منزل طے کر سکتا ہے نہ قوم آسودگی و خوشحالی اور مسرت و طمانیت سے ہمکنار ہو سکتی ہے۔ اس لئے اس نظریے کی صداقت، اہمیت اور افادیت سے کسی کو اختلاف کرنے کی جرأت ہو ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ یہ نظریہ کسی سائنسدان یا فلاسفر کا نظریہ نہیں۔ جسے عقل و فکر کے وقتی مشاہدے اور تجربے متغیر و منسوخ کر دیں بلکہ یہ وہ زندہ اور اٹل حقیقت ہے جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کی مقدس آواز بلند ہوتے ہی دنیا کے سامنے آگئی تھی۔ پھر جس تاریخ نے تیرہ صدیوں میں تسلسل کے ساتھ مہر تصدیق ثبت کی ہے جس کے مظاہر خود زمانے کی آنکھیں بار بار دیکھ چکی ہیں اور جس کا اعتراف متعصب سے متعصب مؤرخوں نے بھی کیا ہے۔

یہاں یہ ممکن نہیں کہ اس کے ثبوت میں تاریخ سے اسلام کے زندہ و فعال قوت اور وحدت ملی کے ناقابل شکست روحانی رشتہ ہونے کے محیّر العقول واقعات سلسلہ وار پیش کئے جائیں۔ مثال کے طور پر صرف محمد علی کلے کے حالیہ واقعہ ... کو لے لیجئے موصوف نیگرو قوم کے فرد اور امریکی باشندے ہیں۔ پہلے عیسائی تھے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے انہیں اسلام قبول کرنے کی توفیق بخشی۔ ایمان و یقین کی قوت نے جیسا کہ ان کے متعدد اعلانات سے واضح ہے انہیں ناقابلِ شکست عالمی چیمپیئن بنا دیا۔ انہیں اپنے مسلمان ہونے پر ناز ہے۔ ہر مقابلے کے موقعے پر ان کی فتح کو مسلمانوں نے اپنی فتح تصوّر کیا۔ ابھی پچھلے دو معرکوں میں موصوف کے فتحیاب ہونے پر مسلمانوں نے من حیث القوم ... اظہارِ مسرّت کیا۔ مٹھائیاں بانٹیں، دعائیں کیں اور بھرگیر ہدیۂ تبریک پیش کیا۔ کیا یہ اسلام کا انمٹ روحانی رشتہ نہیں جس نے کلے کی فتح کو مسلمانانِ عالم کی فتح بنا دیا۔ اگر تثلیث پرستوں نے محمد علی کلے اور ٹیرل کے مقابلہ کو ہلال و صلیب کا معرکہ سمجھا تو بجا سمجھا کیونکہ وہ جانتے ہیں۔ کہ اس سیاہ فام مسلمان کے دل کے ساتھ کروڑوں مسلمانوں کے دل اخوت اسلامیہ کے احساس سے ایک ہی بہی خواہانہ انداز میں دھڑکتے ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ حجاج بن یوسف جیسا جابر حاکم سندھ کی ایک مسلمان خاتون کی توہین کا ماجرا سن کر بے تابانہ پکار اٹھا تھا۔ "میں حاضر ہوں"۔ اور پھر جب تک اس نے اس توہین کا انتقام نہیں لے لیا چین سے نہیں بیٹھا۔ غرضیکہ جب ہزاروں میل دور کے ملک کے رہنے والے ایک حبشی نژاد مسلمان کے فخر و اعزاز میں ہر مسلمان قدرتاً اپنے آپ کو شریک سمجھتا ہے اور سندھ میں ایک مسلمان خاتون کی توہین و تکلیف کو سن کر عرب کے لوگ تڑپ اٹھتے ہیں تو لامحالہ اخوت اسلامی کا رشتہ وہ عظیم نعمت ہے جس کا کائنات میں کوئی بدل نہیں۔ تاریخ انسانی ہمیشہ اسے حیرت و استعجاب سے دیکھتی رہی ہے اور جب تک کارخانۂ قدرت باقی ہے دیکھتی رہیگی یہی وہ محکم و مبارک رشتہ ہے جس پر نہ مادی فاصلے اثرانداز ہوتے ہیں نہ جغرافیائی حدبندیاں اسے کمزور کر سکتی ہیں۔ اور نہ جبال و دریا اسے متحرک ہونے سے کسی طرح روک سکتے ہیں۔

صدر مملکت کا متذکرہ بالا ارشاد ایک مخلص مسلمان کی آواز اور سچے اور پاکیزہ احساس کو بیدار کرنے کی اہم کوشش ہے اسی کی بنا پر ہمارے ملک کے دونوں حصے ہزار میل کا فاصلہ ہونے کے باوجود متحد و متفق رہ سکتے ہیں۔ اسی رشتہ کی برکت سے ہم مشرقی پاکستان کے بھائیوں کے ہر دُکھ اور سُکھ کو محسوس کرتے اور حتی المقدور اس میں شریک ہوتے ہیں۔ یہی رشتہ ہمیں بنیان مرصوص میں تبدیل کرتا ہے اور ہمارے لئے ترقی کی منازل کو طے کرنے میں آسانیاں پیدا کر سکتا ہے۔ مسلمان اس مقدّس رشتے پر جس قدر بھی ناز کریں کم ہے اور اس کے لئے اللہ تعالےٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں تھوڑا ہے۔

لیکن ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ

(بقیہ ص ۱۹ پر)

آئندہ شمارے کی خصوصیت

"روٹی کا مسئلہ اور قرآن" کے عنوان پر بقیۃ السلف اسوۃ الصلحاء حضرت العلامہ مولانا شمس الدین افغانی مدظلہ العالی کی معرکۃ الآرا تقریر ــــ اور مخدوم العلماء والصلحاء سید الاتقیاء حضرت مولانا محمد زکریا دامت برکاتہم شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپور کے مختصر حالاتِ زندگی آئندہ شمارے کی زینت بن رہے ہیں۔ قارئین کرام مطلع رہیں۔

(ادارہ)

۱۸ر ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ بمطابق ۳۰ر مارچ ۱۹۶۷ء

ایمان اللہ تعالیٰ کے فضل سے نصیب ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی باقی رہتا ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

مرتبہ خالد سلیم

الحمد للہ وکفی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: اما بعد:
فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم: بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالےٰ کا فضل و احسان ہے۔ جس نے ہم سب کو اپنی بارگاہ میں حاضری کی توفیق بخشی اور ذکر اللہ کی دولت سے نوازا۔ یہ محض اس کا کرم اور احسان ہے۔ اللہ تعالےٰ کی ذات جس کو چاہے اپنی رحمت سے نوازے اور جس کو چاہے اپنی بارگاہ سے دُور ہٹا دے اللہ تعالےٰ ہم سب کو ہمیشہ اپنی یاد کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ اور نیکی کی توفیق کے بعد بُرائی سے محفوظ رکھے آمین۔ حدیث میں آتا ہے۔ کہ جو لوگ قرآن مجید کو یاد کرکے بُھلا دیں گے وہ قیامت کے دن اندھے ہو کر اُٹھیں گے۔ پس یاد رکھئے۔ نیکی کی توفیق سلب ہو جانا مسلمانوں کے لئے موت ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔ اور ہم سب کو نیکی میں استقامت عطا فرمائے آمین!)

حضرتؒ ایک اللہ والے کا واقعہ اکثر سنایا کرتے تھے۔ کہ اُس کے دل میں ذکر اللہ کرنے کی برکت سے ایک قندیل روشن تھی۔ ایک مرتبہ سنہری مسجد کشمیری بازار کے پاس ایک ہندو لڑکی پر اُس کی نظر پڑی۔ جس کی وجہ سے وہ قندیل ہمیشہ کے لئے بُجھ گئی بعد میں ہزار کوشش اور ذکر اللہ کرنے کے باوجود وہ قندیل دوبارہ روشن نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق بڑا نازک ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے۔ کہ غیر محرم کی طرف پہلی نظر صاف ہے۔ لیکن دوسری ارادةً کرنا باعث گناہ اور جُرم ہے۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میرا ۷۵ پچہتر سالہ تجربہ ہے کہ ایمان اللہ تعالیٰ کے فضل سے نصیب ہوتا ہے۔ اور اللہ کے فضل ہی سے باقی رہتا ہے۔ وہ فرماتے کہ میرے شاگردوں میں سے اکثر نے بڑے بڑے لقب پائے۔ لیکن سرکار کی نوکری کی تو پہلے نماز باجماعت سے گئے پھر اللہ کی یاد سے گئے۔ اور بالآخر قطعی بے عمل بن گئے۔ مولوی منور الدین ایک بہت بڑے بزرگ سے وابستہ اور بہت بڑا مناظر اور عالم تھا۔ اس کے بہت زیادہ مرید تھے۔ لیکن کسی گناہ کی پاداش میں مرتد ہو گیا۔ اور ساتھ مریدوں کو بھی مرتد کیا۔ آخر عمر میں توبہ کر لی تھی لیکن اس کے مرید مرتد کے مرتد ہی رہے۔ اور اس کے لئے یقیناً آخرت کی بربادی کا باعث بنیں گے۔ اسی لئے حضرت فرماتے کہ ایمان کا نصیب ہونا اور پھر سلامت رہنا اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم ہی سے ہے۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں نے بڑے بڑے علماء اور خطیبوں کے ایمان سلب ہوتے دیکھے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ سے استقامت ہی کی دعا کرنی چاہیے۔

اطلبوا الاستقامة ولا تطلبوا الكرامة
فان الاستقامة فوق الكرامة

استقامت کی دعا کرو۔ کرامت مت طلب کیا کرو۔ کیونکہ استقامت کرامت سے بلند اور اونچی ہے۔ اب آپ معمول بنالیں کہ اللہ تعالےٰ کا ذکر کثرت سے کیا کریں گے اس کے بعد انکساری اور عاجزی اختیار کریں درخت کو جب پھل لگتا ہے۔ تو اُس کی شاخیں جُھک جاتی ہیں۔ اس لئے جب آپ کو نیکی کی توفیق نصیب ہو۔ تو آپ اُس پر تکبر نہ کریں۔ بڑائی نہ کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو بڑائی اور تکبر بالکل پسند نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم و عمل کی توفیق دی ہے۔ تو آپ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ دینی کتابوں کا مطالعہ کرتے رہیں، دوسروں تک اسلام کی تعلیمات پہنچائیں۔ اپنی اولاد کو دینی تعلیم دلائیں۔ کیونکہ والدین کے لئے سب سے بہترین صدقہ جاریہ اس کی نیک اولاد ہے۔

جس طرح آپ جسمانی بیماریوں کو دور کرنے کے لئے کوشش و فکر کرتے ہیں اُسی طرح آپ عجب۔ جاہ طلبی۔ حسد۔ ریا وغیرہ مہلک روحانی بیماریوں سے بچنے کے لئے بھی سخت کوشش کیا کریں۔ علم دین حاصل کریں۔ ذکر اللہ کثرت سے کریں۔ کثرت ذکر سے اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا ہوتا ہے۔ نیکی کی توفیق ہونے لگتی ہے۔ انکساری و عاجزی پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اور روحانی بیماریوں سے نجات عطا فرما کر خاتمہ ایمان کامل پر فرمائے۔ (آمین!)

شعری تبصرے

ذوق وعبرت

(از فیض لودھیانوی لاہور)

حُسنِ شاعری

ایک ہے معیارِ حُسنِ شاعری
مِیر ہو غالب ہو یا اقبال ہو
بات وہ اچھی جو دل میں گھر کرے
شعر وہ اچھا جو حسبِ حال ہو

نیا سال

کون کہتا ہے کہ اس وقت کوئی کال نہیں
اکثریت کا یہ عالم ہے کہ خوشحال نہیں
جان لیوا ہیں بدستور پرانے حالات
بدنصیبوں کو نیا سال، نیا سال نہیں

ذلت قرض

مردِ مقروض چھپتا پھرتا ہے
کیا مصیبت ہے مال کی قلت
ذلتیں اور بھی بہت ہیں مگر
سب سے بڑھ کر ہے قرض کی ذلت

۱۹ر ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ بمطابق ۳۱ر مارچ ۱۹۶۷ء

انسان کے لئے بیوی اور اولاد بہت بڑی آزمائش ہیں

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : امّا بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ وَ اَوْلَادِکُمْ عَدُوًّا لَّکُمْ فَاحْذَرُوْھُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَ تَصْفَحُوْا وَ تَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ اِنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَ اَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ ؕ وَاللّٰہُ عِنْدَہٗٓ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ○ (پ۲۸ س التغابن آیت ۱۳-۱۴)

ترجمہ : اے ایمان والو! بے شک تمہاری بیویوں اور اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں پس ان سے بچتے رہو۔ اور اگر تم ان کو معاف کر دو، اور درگذر کرو اور بخش دو تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے ایک آزمائش کی چیز ہیں اور اللہ کے ہاں بہت بڑا اجر ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام رح

بہت مرتبہ آدمی بیوی بچوں کی محبت اور فکر میں پھنس کر اللہ کو اور اس کے احکام کو بھلا دیتا ہے۔ ان تعلقات کے پیچھے کتنی برائیوں کا ارتکاب کرتا اور کتنی بھلائیوں سے محروم رہتا ہے۔ بیوی اور اولاد کی فرمائشیں اور رضا جوئی اُسے کسی وقت دم نہیں لینے دیتی۔ اس چکر میں پڑ کر آخرت سے غافل ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے جو اہل و عیال اتنے بڑے خسارے اور نقصان کا سبب بنیں وہ حقیقۃً اس کے دوست نہیں کہلا سکتے۔ بلکہ بدترین دشمن ہیں جن کی دشمنی کا احساس بھی بسا اوقات انسان کو نہیں ہوتا — اسی لئے حق تعالیٰ نے متنبہ فرما دیا۔ کہ ان دشمنوں سے ہوشیار رہو اور ایسا رویہ اختیار کرنے سے بچو جس کا نتیجہ ان کی دنیا سنوارنے کی خاطر اپنا دین برباد کرنے کے سوا کچھ نہ ہو۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ دنیا میں سب بیویاں اور ساری اولاد اسی قماش کی ہوتی ہے، بہت اللہ کی بندیاں ہیں جو اپنے شوہروں کے دین کی حفاظت کرتی اور نیک کاموں میں ان کا ہاتھ بٹاتی ہیں اور کتنی ہی سعادتمند اولاد ہے جو اپنے والدین کے لئے باقیاتِ الصالحات بنتی ہیں جعلنا اللہ منھم بفضلہ ومنہ۔

(پھر ایمان والوں کے لئے ارشادِ ربانی یہ ہے کہ) اگر انہوں نے (تمہاری بیویوں اور اولاد نے) تمہارے ساتھ دشمنی کی اور تم کو دینی یا دنیوی نقصان پہنچ گیا تو اس کا یہ اثر نہ ہونا چاہیئے کہ تم انتقام کے درپے ہو جاؤ اور ان پر نامناسب سختی شروع کر دو۔ ایسا کرنے سے دنیا کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ جہاں تک عقلاً و شرعاً گنجائش ہو اُن کی حماقتوں اور کوتاہیوں کو معاف کرو اور عفو و درگذر سے کام لو۔ ان مکارمِ اخلاق پر اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ مہربانی کریگا اور تمہاری خطاؤں کو معاف فرمائے گا۔ — دیکھئے — اللہ تعالیٰ مال و اولاد دے کر تم کو جانچتا ہے کہ کون اِن فانی و زائل چیزوں میں پھنس کر آخرت کی باقی و دائم نعمتوں کو فراموش کرتا ہے اور کس نے ان سامانوں کو اپنی آخرت کا ذخیرہ بنایا ہے اور وہاں کے اجرِ عظیم کو یہاں کے حظوظ و مالوفات پر ترجیح دی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ تمہاری بیویوں میں سے بعض بیویاں اور تمہاری اولاد میں سے بعض اولاد تمہارے حق میں دشمن ہیں کہ تم کو اللہ کا حکم بجا لانے اور نیک کاموں سے روکتے ہیں اس لئے ان سے ہوشیار رہو۔ پھر اگر تمہاری تنبیہ پر وہ اظہارِ معذرت کریں اور اپنی غلطی کا اعتراف کریں تو تم درگذر کرو۔ اور معاف کر دو اور بخش دو بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ بخشنے والوں کو پسند کرتا ہے اور بہرحال بیوی بچے حسنِ سلوک کے مستحق ہیں۔ تاہم یہ بھی یاد رہے کہ اموال و اولاد میں انہماک اور شغل — آخرت کے کاموں میں سستی اور کاہلی کا موجب ہوتا ہے اس لئے تمہارے مال اور اولاد تمہارے لئے ایک آزمائش کی چیز ہیں۔ حق تعالیٰ سبحانہٗ دیکھنا چاہتے ہیں کہ اس کی نعمتوں کا شکر کون ادا کرتا ہے اور نعمتوں میں منہمک ہو کر آخرت کو کون فراموش کرتا ہے۔ پس تمہیں چاہیئے کہ مال و اولاد میں مشغول ہو کر نہ رہ جاؤ بلکہ حتی المقدور اللہ کے حکموں کی پابندی کرو، اُس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔

بزرگانِ محترم! ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ قاعدہ کلیہ نہیں کہ ہر بیوی اور اولاد ہی دشمن ہوگی بلکہ بعض بیویاں اور اولاد دشمن ہوں گی — حدیث شریف میں آتا ہے :-

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِیْھِمَا کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ الصِّحَّۃُ وَالْفَرَاغُ۔ (بخاری شریف)

دو نعمتیں ہیں جن میں اکثر انسان نقصان اٹھانے والے ہیں (وہ دو نعمتیں) صحت اور فراغت ہیں۔

مقصد یہ ہے کہ لوگ ان دونوں سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ اللہ تعالیٰ نے صحت دی ہے مگر وہ صحت کی حالت میں خدا کو یاد نہیں کرتے اور اگر صحت کی حالت میں خدا کو یاد نہیں کرتے تو پھر بیماری کی حالت میں کیا یادِ خدا کریں گے؟ —— فراغت ہے مگر اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے، اور یادِ الٰہی نہیں کرتے تو جب مصروفیت ہو گئی اس وقت کب ان کا جی یادِ الٰہی میں لگے گا اور کس طرح ذکرِ الٰہی کریں گے؟

اکثر دیکھا گیا ہے کہ گھر میں کسی شخص کا کوئی بچہ یا بیوی بیمار ہو گئی۔ اب دن کو دفتر اور رات کو بیمار کی تیمارداری کا خیال اور فکر دامنگیر ہے یادِ الٰہی کے لئے فرصت ہی نہیں ملتی۔ مسجد میں جانے کے لئے وقت ہی نہیں نکلتا۔ مجالسِ ذکر میں حاضری کا موقع ہی میسّر نہیں آتا۔ اور حال یہ ہے کہ جب گھر میں سب تندرست تھے اس وقت تو خدا کو یاد نہ کیا اور اب شوق پیدا ہوا تو کر نہیں سکتے۔ معذوریاں اور مجبوریاں آڑے آ رہی ہیں۔

پس ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ جلشانہ نے ویسے ہی خبردار نہیں کیا کہ بیوی اور بچے ایک آزمائش ہیں —— اور بسا اوقات دشمنی کرتے ہیں۔ اگر بارش ہو رہی ہے تو بیوی نماز کے لئے مسجد میں جانے سے روکتی ہے۔ اور اس کے باوجود اگر میاں اپنی دینداری اور تقویٰ شعاری کے باعث نہ مانے تو پھر کہتی ہے کہ دیکھنا باہر پھسلن ہو گی سنبھل کر جائیے گا۔ اللہ کی بندی یہ نہیں سوچتی کہ اگر بارش میں انسان پھسل گیا تو صرف معمولی نقصان ہی ہو گا اور اس پر بھی اللہ کے نزدیک اجر و ثواب ہی ملے گا لیکن اگر قیامت کے دن پُل صراط سے پھسل گیا تو بس جہنم ہی ٹھکانا ہو گا اور اس دنیا کی آگ سے ستّر گنا تیز آگ میں جلے گا۔ اللّٰھم لا تجعلنا منھم۔

یاد رکھیے! بیوی اور اولاد دونوں "مزلّۃ الاقدام" ہیں۔ بہت سے مرد ان سے تعلقات کی بناء پر پھسل جاتے ہیں، اکثر اس دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں اور اللہ سبحانہٗ کے ارشاد کے مطابق اس سے بچتے نہیں ان کو بیویاں اور اولاد لے ڈوبی ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ مثال دے کر فرمایا کرتے تھے کہ ایک بیوی چاہتی ہے کہ ایک لڑکی مڈل پاس کر کے میٹرک ہو جائے اور پھر ایف اے، بی اے اور ایم اے ہو جائے تاکہ کوئی اچھا رشتہ مل جائے اور وہ خاوند کو بھی کسی نہ کسی طرح رضامند کر لیتی ہے مگر یہ فکر نہیں کرتی کہ اس کا ایمان بھی بچ جائے اور دنیا کے ساتھ آخرت بھی سنور جائے —— یہی حال لڑکوں کا ہے۔ عورتیں یہ چاہتی ہیں کہ وہ بھی بی، اے، ایم، اے اور پی، ایچ، ڈی ہو جائیں۔ لیکن ان کے ایمان کو بچانے کی فکر نہیں کرتیں —— بس دنیا ہی دنیا مطلوب، مقصود اور محبوب ہے۔ خود لڑکے بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا چاہتے اور بہترین ملازمتوں کے خواہاں رہتے ہیں اور تمام تعلیمی اخراجات والد سے وصول کرنا چاہتے ہیں مگر دین کا خیال بہت کم کرتے اور آخرت کے فکر سے بے نیاز رہتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دنیا سنورے نہ سنورے آخرت ضرور خراب ہو جاتی ہے اور بالآخر ایسی اولاد قیامت کے دن ماں باپ کے لئے وبالِ جان بنے گی اور ان پر لعنت کی دعا کریگی۔ ارشادِ ربانی ہے:-

وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا۠ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۝

(پ ۲۲ - س الاحزاب ع ۸)

ترجمہ: اور کہیں گے اے رب! ہم نے کہا مانا اپنے سرداروں کا، اور اپنے بڑوں کا، پھر انہوں نے ہمیں (سیدھے) راستہ سے بہکا دیا۔ اے رب ہمارے! ان کو دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت ڈال۔

بچے بارگاہِ الٰہی میں عرض کریں گے کہ اے اللہ! ہمارے ابّا اور امّاں پر بڑی لعنت بھیجیو۔ انہوں نے ہمیں اسکول اور کالج کا رستہ تو دکھایا، دنیا کی تعلیم تو دلوائی مگر مسجد کا دروازہ نہ دکھلایا اور دینی تعلیم و تربیت نہ کرائی۔

غرض چونکہ بیوی اور اولاد مزلّۃ الاقدام ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی متنبہ فرما دیا۔ اب عام طور پر یہی ہوتا ہے کہ مغربی تعلیم کے باعث علماء تک کے گھروں میں نماز، روزہ اور ڈاڑھی وغیرہ کا مذاق اڑایا جاتا ہے —— حضرت رحمۃ اللہ علیہ دردِ دل سے فرمایا کرتے تھے کہ میں انگریزی تعلیم کا مخالف نہیں ہوں بلکہ طریقِ تعلیم کا مخالف ہوں اور اس تعلیم کے زہریلے اثرات سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کو قرآن و حدیث کی تعلیم دی جائے۔ اگر آپ استاد رکھ کر ان کو دینی تعلیم نہیں دلا سکتے تو ان کو کم از کم درس ہی میں لایا کیجئے۔ جمعہ میں بارہ ماہ اپنے ساتھ برابر لائیے۔ اور لڑکوں کو جمعرات کے دن مجلس ذکر میں لے کر آئیے انشاءاللہ دین کا رنگ ضرور اثر کرے گا ——

یاد رکھو! لڑکوں اور لڑکیوں کو اسکولوں اور کالجوں میں ایمان نہیں سکھلایا جاتا، دین کی رغبت نہیں دلائی جاتی، بلکہ مغربیت اور لادینیت کا رنگ چڑھایا جاتا ہے۔ اب ان کو مغربی تعلیم دلا کر آپ خوش ہوتے ہیں لیکن قیامت کے دن روئیں گے اور اس وقت کا پچھتانا پھر کسی کام نہ آئے گا۔

خوب جان لیجئے کہ میں اس بات کا ہرگز مخالف نہیں کہ بچوں کو مروّجہ تعلیم نہ دلائی جائے بلکہ میرا مقصد یہ ہے کہ اُن کی دینی تعلیم و تربیت بھی کتاب و سنت کے مطابق کی جائے اور اس کی طرف خصوصی توجہ دی جائے۔ اس طرح آپ کی دنیا بھی سنورے گی اور آخرت بھی بن جائے گی اور اگر آپ نے اولاد کی دینی تعلیم و تربیت نہ کی تو دنیا میں بھی وہ نافرمانی کرے گی اور آپ کے لئے سوہانِ روح بنی رہیگی اور آخرت میں جو حشر ہو گا وہ ارشادِ ربانی کی روشنی میں بیان ہو ہی چکا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنی اولاد کو صحیح دینی خطوط پر تربیت دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

تعلیم کے بعد رسم و رواج کی لائن ہے۔ اس میں گمراہی کا سبب

قبلہ حضرت سرگودھوی نوراللہ مرقدہ کی بارگاہ علیا میں

(مولانا قاضی عبدالکریم، کلاچی)

(قسط ۴)

اہل اللہ کا قلبی احترام

علماء حسد کے لیئے بدنام ہیں اور جیساکہ علامہ گیلانی مرحوم نے غالباً نظام تعلیم و تربیت میں لکھا ہے کہ عَلَّمَ الاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ کے بعد کَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰی یعنی علم کے بعد طغیان کا ذکر اس طرف مشیر ہے کہ علم کا خاصہ ہے کہ وہ ذی علم میں علو اور تعلّی پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ علو کا خواہاں دوسرے کا عالی ہونا طبعاً ناپسند کرے گا اسی سے حسد پیدا ہوتا ہے اور دوسرے کو نیچا دکھانے کی سعی ——— جو کہ محیط اعمال اور آکل حسنات ہے اعاذنا اللہ منہ اہل حق اس لیئے علم کے ساتھ ساتھ تزکیۂ نفس کا اہتمام اشد ضروری سمجھتے ہیں اور ع

علمے کہ راہ حق ننماید جہالت است

پر عقیدہ رکھتے ہیں وہ اپنے عصر کے اہل اللہ اور اہل کمال کی اہلیت اور کمالات کا بھی کھلے دل سے اعتراف کرتے ہیں اور عملاً ان کے ادب و احترام میں کوشاں رہتے ہیں تاکہ حسد کی جڑ ہی کٹ جاتے برخلاف ان لوگوں کے جو لفظوں کی شُد بُد سے علامہ کہلانے لگتے ہیں اور جنہیں تزکیہ کے مجددانہ طریقوں تک میں امّت کے لیئے مہلک جراثیم اور زہر ہلاہل نظر آنے لگتی ہے وہ معاصر اہل اللہ اور علماء تو کیا صدیوں تک کے قدیم آئمہ اسلام اور ہداۃ عظام یہاں تک کہ خیر القرون کے اعلام ہدایت تک کو نیچا دکھانے میں فخر محسوس کرتے ہیں اور اسے کمالِ تحقیق سمجھتے ہیں۔

حضرت الاستاذ سرگودہوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کو اللہ والوں کے ہاتھ لگے ہوئے تھے آپ قطب زماں حضرت مولانا احمد خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آستانہ ولایت کے فیضیافتہ تھے۔ مفتیٔ اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے زیر تربیت رہ چکے تھے۔ جن کو اللہ تعالےٰ نے انانیت کے کانٹوں سے یہاں تک پاک وصاف کر دیا تھا کہ باہمہ علمی جلالت بازار سے سودا خود خرید کر لاتے تھے۔ کسی نے آپ کے سامان اٹھانے پر اصرار کیا تو فرمایا لعنت ہو ایسے شخص پر جو اپنی ضرورت کے سامان اٹھانے میں عار محسوس کرتا ہو۔

آپ بقیۃ السلف حضرت علامہ کشمیری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے منظور نظر رہ چکے تھے جن کے فنائے نفس کا ایک واقعہ مولانا انوری صاحب لائلپوری مدظلہٗ عینی شاہد کی حیثیت سے اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ الشیخ الانور نور اللہ مرقدہٗ کی علمی شہرت اور عظمت جب چار دانگ عالم تک پہنچ گئی تھی اس کے بعد ہی کا واقعہ ہے کہ ایک دن میں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے دربار میں حاضر ہوا — پچاس ساٹھ کے قریب علماء، فضلاء اور عمائدین کا مجمع تھا میں دست بوسی کو حاضر ہوا تو دیکھا کہ ایک بزرگ پنکھا ہلا رہے ہیں مجھے بیٹھے میں ذرا دیر ہونے لگی تو پیچھے سے ایک باریک آواز سننے میں آئی:۔

"بھائی! بیٹھ جائیے پنکھا ہلانے دیجئے"۔

میں نے مُڑ کر دیکھا تو عالم اسلام کی مایۂ ناز شخصیت الشیخ الانور رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی ہے جو اپنے استاد کی خدمت میں فخر محسوس کر رہے ہیں۔

بہر حال حضرت سرگودھوی رح کو جب ایسے پاک باطن نفوس کی تعلیم و تربیت میسّر آ چکی تھی تو کوئی وجہ نہیں کہ مستعد طبیعت متاثر نہ ہوتی اور لائق ذہین فانت الکلہا ضعفین کا عین منظر پیش نہ کرتی ——— ع

قیاس کن زگلستانِ من بہارِ مرا

حضرت مرحوم نے اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں سے خوب فائدہ اٹھایا اور علم کو 'برتن زدن' سے بچا کر یار جان بنایا۔ اسلاف کرام رح کی عظمت تو ان کی گھٹی میں پڑی ہی تھی معاصر اہل اللہ کے قلبی احترام کے بھی وہ نمونے پیش کئے جو کہ باید و شاید۔ ع

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

ذیل میں اس کے تین واقعات پیش خدمت ہیں:۔

واقعہ اولیٰ

۵۸-۱۳۵۷ھ میں آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا احمد سعید صاحب مدظلہٗ دارالعلوم دیوبند میں دورہ شریف پڑھ رہے تھے۔ یہ شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالےٰ علیہ کا عہد سعادت ہے حضرت مرحوم دارالعلوم تشریف لائے جیسا کہ آپ رح کے متعلقین کو اچھی طرح معلوم ہے آپ مدت العمر قیمتی لباس پہننے کے عادی تھے۔ نہ صرف آپ بلکہ آپ رح کے شیخ طریقت بھی یہی ذوق رکھتے تھے۔ لیکن دوسری طرف حضرت مدنی قدس اللہ سرہ العزیز انگریزوں سے بغض فی اللہ کے ماتحت کھدر پوشی پر سختی سے عمل پیرا ہیں۔ اور ملک کے طول و عرض میں اغاظۃً للکفار اس کی ترغیب میں سرگرم ہیں — اس کھدر پوشی کو اہمیت نہ دینے والوں کی فہرست میں بعض اکابر جبالِ علوم کے نام بھی نظر آ سکتے ہیں۔ قیمتی لباس پہننے والے بزرگ منہ میں زبان رکھتے ہیں اور نظری حد تک اپنے ذوق کے جواز پیش کرنے سے قاصر بھی نہیں ہیں مگر اہل اللہ کے جذبات اور قلبی خواہشات کا احترام سب پر غالب آ جاتا ہے نہ اپنی عادت کا خیال نہ شیخ کے ذوق کا بہانہ ——— دربار مدنی پر تشریف لے جانے لگے تو کھدر کا ایک جوڑا جو اسی غرض سے بنوا رکھا تھا زیب تن کر کے حاضر ہوئے اور واپس ہوتے ہی جہاں تک مجھے یاد ہے کسی طالب علم کو دے دیا۔

اہل عصر بزرگوں کا "جب کہ وہ بلا واسطہ نہ سلسلہ اساتذہ میں ہوں اور نہ شجرہ مشائخ میں" اس حد تک احترام اور ان کے قلبی جذبات کا اپنی عادت

کے خلاف اتنا لحاظ، کہنے کی حد تک آسان سہی مگر عمل کے لحاظ سے ہر کہ ومہ کا کام نہیں۔ مجھے اس وقت بھی حضرت امام شافعیؒ کا وہ خاص طریق ادب یاد آیا جسے علامہ شامیؒ نے نقل فرمایا ہے کہ جب آپ سراج الائمہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر پر حاضر ہوئے تو نماز فجر میں دعائے قنوت نہیں پڑھی۔ جب پوچھنے والے نے پوچھا کہ حضرت آپ کی تحقیق میں تو صبح کی نماز میں دعائے قنوت کو پڑھنا چاہیئے۔ آج آپ نے اپنی تحقیق کے خلاف کیوں عمل فرمایا۔ تو جواب دیا۔ کہ "احتراماً لصاحب ہذا القبر" اس قبر والے کے احترام میں ؎

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

دوسرا واقعہ

غالباً ۱۹۵۶ء کی بات ہے صاحبزادہ مولینا قاری عبدالسمیع صاحب سلمہٗ دارالعلوم دیوبند میں دورہ شریف پڑھ رہے تھے حضرت الاستاذ سرگودھوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ دارالعلوم تشریف لے جا رہے ہیں راستہ میں سرہند شریف حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہٗ العزیز کی زیارت کے لیے اترتے ہیں روضۂ مجددی پر دو ایک روز تک بہت سے متوسلین اور معتقدین کے ساتھ حلقۂ ذکر، مراقبہ وغیرہ کرتے ہوئے قیام فرماتے ہیں۔

مجھے یاد ہے شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مدنی قدس اللہ سرہٗ نے بھی غالباً اختتام دورہ کے وصایا میں فرمایا تھا۔ سرحد اور پنجاب کے طلباء آتے جاتے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی زیارت سے ضرور متمتع ہوتے رہیں۔ او کما قال ——— حضرت شاہ عبدالغنی مجددی دہلوی قدس اللہ سرہٗ نے اسی روضۂ مطہرہ کے متعلق فرمایا تھا جسے شاندار ماضی میں بھی نقل کیا گیا ہے ——— ع

اے خاکِ پاک روضۂ عبیری وعنبری

اور ؎

شیرے بخواب ناز بہ پہلوش دو شبل
یارب چہ رازہاست کہ اینجا نہفتہ اند

اور ؎

تنہا غنی نہ نغمۂ مدح تو ساز کرد
کروبیانِ عرش ہمیں گو نہ گفتہ اند

اقبال مرحوم نے بھی اسی کی عقیدت میں کہا تھا ؎

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے کلاہ فقر سے ہے زینتِ دستار

سیدی ومولائی سرتاج علماء حضرت نورالمشائخ کابلی مجددی فاروقی رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ وقدس سرہٗ بھی وہاں تشریف فرما تھے ——— بات حضرت الاستاذ سرگودھویؒ کے قلب صافی میں اولیاء عصر کے قلبی احترام کی عرض کر رہا تھا۔ چنانچہ ایک صبح آپ اپنے متوسلین اور مشہور فقیہہ عصر حضرت مولانا احمد دین صاحب گنجیالوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے ساتھ حضرت نورالمشائخؒ کے قیام گاہ پر تشریف لائے احقر راقم سے فرمایا حضرت سے ملنا ہے۔ میں نے حضرتؒ کے خلیفہ ارشد مخدومی صاحبزادہ عبدالحلیم صاحب رحمہ اللہ سے عرض کیا۔ اساتذہ سرگودھا کو حضرت سے ملنا ہے۔ موصوف مرحوم نے فوراً اندر جا کر حضرت کابلی قدس اللہ سرہٗ کی خدمت میں عرض کیا علماءِ سرگودھا ملنا چاہتے ہیں۔ حضرت نے بڑی خوشی سے اجازت فرمائی۔ آپ اندر تشریف لے گئے۔ چچا جی مرحوم حضرت مولانا احمد دین صاحب پہلے ملے پھر حضرت موصوف سرگودھویؒ کو حضرت نورالمشائخؒ نے بیٹھے بیٹھے ملتے ہوئے گلے لگایا۔ اور کابلی اظہارِ محبت وعقیدت کے طور پر ڈاڑھی اور پیشانی کو چوما اور ساتھ ہی فارسی زبان میں معذرت کرتے ہوئے فرمایا۔ میرے گھٹنوں میں درد ہے اس لئے احتراماً کھڑا نہ ہو سکا۔

بات سننے کی یہ ہے کہ حضرت الاستاذؒ فصیح وبلیغ لسان تھے واقفین اور متعلقین جانتے ہیں کہ آپ چاہتے تو ہر بڑی مجلس کے ہیرو بن جاتے یہاں کم از کم اس محفل قدسی کے مجلسی آداب سے سب سے زیادہ عہدہ برآ ہونے کا اہل تو آپ ہی کو سمجھا جا رہا تھا مگر دیکھا یہی گیا کہ آپؒ شیخ کابلیؒ کے احترام میں اوّل سے آخر تک بظاہر بالکل ساکت اور صامت رہے۔ حضرت نورالمشائخؒ اور حضرت مولانا احمد دین صاحب ہی کے درمیان ہمکلامی رہی اور آپ غور سے سنتے رہے ——— رخصت ہونے لگے تو مجددانہ جود وسخا اور سلوک نقشبندیہ کی مخصوص ادا "عظمت شرع واحترام علماء" کے پیشِ نظر مولائم حضرت نورالمشائخ نے ان حضرات کو کابلی جائے نمازیں اور غالیچے وغیرہ ہدیۃً پیش کیے آپ اجازت لے کر باہر آئے تو فرمایا:—

کمال ہے حضرت نورالمشائخ اور مولانا مدنی کا! یہ گاندھی کے گھٹنے سے گھٹنا ملائے بیٹھے ہوں تو بھی دل یادِ الٰہی میں محو رہتا ہے اور ان حضرات کی مجلس میں بیسیوں فاسق فاجر اور لاکھ پتی بیٹھے ہوں تو بھی دل بیدار ہونے میں سرِ مو فرق نہیں آتا۔

ایک آرزو

حضرت صاحب سرگودھویؒ علامہ کشمیریؒ کے ممتاز شاگردوں میں سے ہیں جیسا کہ بینات کراچی کی شہادت ہے اور علامہ کشمیریؒ کو بزرگانِ دیوبند میں جو مقام حاصل ہے وہ سب پر واضح ہے۔ یہ دیوبندی عالم ایک مجددی ولی اللہ کے ساتھ جس تعظیم سے پیش آتے ہیں وہ آپ سن چکے ہیں۔ پھر ان کے دوام حضور اور مشاہدہ حق کی جو شہادت ادا کر رہے ہیں اور غائبانہ وہ اعترافِ عظمت کے ساتھ ساتھ خود اس دیوبندی بزرگ کی باطنی بینائی کی بھی دلیل ہے۔ کیونکہ ؎

مادحِ خورشید مداح خود است
کہ دو چشمم سالم و نامر مداست

پھر سیدی حضرت نورالمشائخ قدس اللہ سرہ العزیز جیسے وسیع المعلومات بالغ النظر مجسم غیرتِ دین ہستی کا ایک مشہور و معروف دیوبندی کے ساتھ اس احترام اور محبت سے پیش آنا کیا اس کی کھلی دلیل نہیں کہ اکابرین دیوبند کے خلاف ایک سوچی سمجھی انگریزی سازش کے ماتحت تہمت و افترا کی تحریک چلائی جا رہی ہے۔ کہ دیوبندی بزرگوں کو نہیں ماننے ان کے دلوں میں عظمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معاذاللہ ثم معاذاللہ کمی ہوتی ہے۔ آخر سوچئے تو سہی اس میں کہاں تک صداقت ہے وہ کہ جن لوگوں کی تاریخ میں باطل سے ٹکر لینے کا باب ہی نہ ہو جو لوگ ہمیشہ چھری والے ظالم کی بجائے نہتے بے گناہ پر پل پڑنے کے عادی ہوں جنہیں سلاطین سے متعلق اسلامی ہدایات کے تمام ذخیرہ میں سے السلطان ظلّ اللہ فی الارض کی روایت

ہی "اپنے من مانے مفہوم کے مطابق" یاد رہ گئی ہو اور جو "افضل الجہاد کلمۃ الحق عند سلطان جائر" کی روایت سے ہمیشہ آنکھ بچا کر نکل جاتے ہوں وہ اگر دار و رسن کے دلدادہ دیوبندیوں کے ساتھ نہ چل سکتے ہوں اور ان کے خلاف ہر الزام کو بڑھا چڑھا کر پھیلاتے ہیں اس لئے لذت محسوس کرتے ہوں کہ خود ان کے عیب "سکوت عن الحق" پر پردہ پڑا رہے تو کچھ عجب نہیں۔ سخت تعجب اور حیرانی کی بات ہے کہ "مجددیت" جس کا جوہر ہی دین پر غیرت کھانا ہے معصومیت جس کا اوڑھنا بچھونا ہی نفر فی سبیل اللہ ہے۔ فاروقیت جس کا خمیر ہی ردِ بدعات سے اٹھایا گیا ہے" سے نسبت رکھنے والے بزرگ آخر کیوں بلا تحقیق عمیق کے اس انگریزی پروپیگنڈا کا شکار ہو جاتے ہیں۔

خندۂ اہلِ جہاں کی مجھے پرواہ کیا ہے
تم بھی ہنستے ہو مرے حال پہ رونا ہے یہی

مَیں اپنی علمی بے مائیگی اور عملی تہی دامنی اور راہ و رسم نسبت سے ناواقفی کی بنا پر اس پوزیشن میں ہرگز نہیں ہوں کہ پاکستان کے ان مجددی بزرگوں سے کچھ عرض کرنے کی گستاخی کروں جو بزرگانِ دیوبند کو شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھتے ہیں بعض مسائل میں اختلاف ان کا علمی حق ہے، بدعات کی تعیین میں بھی اختلاف کی گنجائش نکل سکتی ہے۔ مثلاً یہ کہ فلاں عمل بدعت سیئہ میں داخل ہے یا نہیں۔۔۔ گذارش ہے تو اتنی کہ جو مجددی حضرات حُبّ فی اللہ اور بغض للہ کے صحیح جذبہ کے ماتحت دیوبندی بزرگوں سے اتہام بالا کی وجہ سے روٹھنے لگتے ہیں ان کو ٹھنڈے دل سے اس پر بھی غور فرمانا چاہئے کہ اگر واقعی یہ لوگ بزرگوں کو نہ مانتے اور ان کے دلوں میں معاذ اللہ ثم معاذ اللہ عظمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذرا بھی کمی ہوتی تو حضرت نور المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز جیسی عظیم شخصیت جنہیں اللہ تعالےٰ نے اس دورِ آخر میں جرأت ایمانی اور غیرت اسلامی کا ایک مکمل نمونہ بنایا تھا انہی دیوبندیوں سے اس مروت و محبت بلکہ عقیدت اور اخلاص سے ہرگز پیش نہ آتے۔

میرے والد ماجد حضرت نور المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کے دلدادہ مریدین میں سے تھے اور حضرتؒ کے اشاروں پر ہی چلنے والے آپ نے ہم دونوں بھائیوں کو دار العلوم دیوبند بھیجا حضرت اقدسؒ کو اچھی طرح معلوم تھا اس کے باوجود کسی وقت بھی اس پر ادنیٰ نکیر نہیں فرمائی۔

دیوبندی اساطین میں سے بہت بڑے اور معروف و مشہور بزرگ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری دامت برکاتہم سے حضرت نور اللہ مرقدہٗ کے گہرے مخلصانہ عنایات وابستہ رہیں اور آج بھی آپ کے جانشینوں سے حضرت بنوری مدظلہ کے گہرے اور للہی مخلصانہ روابط ہیں۔ کیا یہ اور اس قسم کے دوسرے واقعات اس کی دلیل نہیں کہ خانوادۂ مجددیہ کے نجم ثاقب، سلسلۂ معصومیہ کے شمس تاباں اور فاروقی نجوم کے بدر منیر سیدنا حضرت مولانا نور المشائخ رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃ کو دیوبندیوں کے عظمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور محبت خدمت دین کے سلسلہ میں کوئی شک و شبہ نہیں تھا۔ وکفٰی بہ قدوۃ" کاش کہ مجددی حضرات اس ناکارہ کی اس گذارش پر اس خاص طریق سے غور فرمانے کی زحمت گوارا فرما لیں تو پاکستان میں روز افزوں دینی فتنوں کی روک تھام کے لئے متحدہ کوششوں کے راستے کھل سکیں۔ اللھم اعطنی منای

تیسرا واقعہ وفاق المدارس العربیہ کی تنظیم ابتدائی مراحل میں تھی حضرت الاستاد مخدومی حضرت مولانا خیر محمد صاحب مدظلہ نے عارضی صدر کی حیثیت سے عربی مدارس کے نام دعوت نامے جاری کئے ہوئے تھے۔ قطب زماں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے مرکزی دفتر جمعیۃ علماء اسلام سے تنظیم مدارس کے سلسلہ میں جو اعلان شائع فرمایا وہ بظاہر اس کے معارض نظر آ رہا تھا جمعیۃ کے شوریٰ کا اجلاس لاہور میں دو دن پہلے ہونے والا تھا اور وفاق المدارس کا اجلاس ملتان میں دو دن بعد۔۔۔ لاہور کے اجلاس میں تنظیم مدارس کے سلسلہ میں جو اعلان بظاہر متوقع تھا اس سے اختلاف کا اندیشہ تھا لاہور کے اجلاس میں بحیثیت رکن مجلس عاملہ احقر کو بھی حاضر ہونا تھا رات کے دو بجے احقر سرگودھا پہنچا۔ مَیں جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ اپنی خطابت گاہ جامع مسجد بلاک ۱ کے تالاب پر رات کی تنہائیوں میں وضو سے فارغ ہو کر اٹھ ہی رہے تھے کہ مجھے شرف دست بوسی حاصل ہوا۔ خوش ہو کر فرمایا لاہور جا رہے ہو؟ جواب اثبات میں پا کر فرمایا حضرت مولانا مفتی محمود صاحب بھی تشریف لائے ہوئے ہیں سب اکٹھے جائیں گے۔ پھر ارشاد ہوا:

"بڑی پریشانی ہے بزرگوں میں اختلاف کا خطرہ ہے کوشش کرو اختلاف نہ ہو جائے۔ اور معاً فرمایا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ہم حضرت مولانا احمد علی صاحبؒ کے دامن کو نہیں چھوڑ سکتے حضرت مولانا خیر محمد صاحب بھی بڑی قدر فرماتے ہیں ان کو بھی کسی قیمت پر ناراض نہیں کر سکتے۔"

دونوں آپ کے ہمعصر بزرگ ہیں دونوں سے دنیوی معاملات کا کوئی رابطہ نہیں اپنی وضعداری اپنے اثر و رسوخ کے حدود میں بھی باقی رکھ سکتے ہیں مگر ہر دو بزرگوں سے للّٰہی تعلق ہے ان حضرات کے رشد و صلاح اور علم و تقویٰ کے اثرات سے متاثر ہیں ان کے اختلاف سے پریشان ہیں اور بالکل تنہائی میں بھی اپنے کسی خادم سے بڑے درد سے اس کا اظہار فرما رہے ہیں۔۔۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کی خواہش کو پورا فرما دیا اور جمعیۃ کا فیصلہ وفاق المدارس میں تمام شکوک و شبہات سے بالاتر ہو کر شریک ہونے کا ہو گیا۔

(باقی آئندہ)

بقیہ : اداریہ

جس قدر ہم زبان سے اس کا اعلان کرتے ہیں عمل میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں لاتے ہم صدرِ محترم سے یہ درخواست کریں گے کہ ملک کے عوام و خواص کو بحیثیت مسلمان ہونے کی زیادہ سے زیادہ قریب تر لانے کی کوشش فرمائیں۔ ورنہ عملاً اگر تفرق و امتیاز قائم ہو گئے تو اسلامی اخوت کے بلند بانگ دعاوی شرمندۂ تکمیل نہ ہو سکیں گے اور نہ قوم اس فلاح و بہبود کی منزل پر پہنچ سکتی ہے جس کے صدرِ محترم متمنی ہیں۔

اپنے گناہوں اور عیبوں کو ہر گھڑی سامنے رکھئے

قاری فیوض الرحمٰن بی اے

ہم گناہ کرتے ہیں لیکن ہمیں احساس نہیں ہوتا۔ ہم اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں لیکن ہمیں کوئی خیال نہیں آتا، ہم اس کے احکام کو بر سرِعام توڑتے اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے طریقوں کو چھوڑتے ہیں اور ہم غور نہیں کرتے۔ ہم نے اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اعراض کر رکھا ہے۔ لیکن ہمارے دلوں سے کوئی آہ نہیں نکلتی ؎

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

ہم نے اللہ کو اللہ مان کر مخالفت کی ہے۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا آخری رسول مان کر بے رخی اختیار کی ہے۔ ہم ویسے تو سوچ بچار کے عادی ہیں لیکن اس بارے میں اپنی سوچ سے کوئی کام نہیں لیتے۔ اللہ تعالےٰ اور اس کے محترم رسولؐ کے احکام کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ ہمارے سامنے سنتیں مٹتی ہیں لیکن ہمارے دل نہیں پسیجتے۔ ہمارے دیکھتے دیکھتے اللہ کے احکام کی کھلم کھلا تذلیل و تحقیر ہوتی ہے اور ہم ٹس سے مس نہیں ہوتے اور ہم اُن کے خلفاء اور جانشین ہونے کا دعوے کرتے ہیں جنہوں نے حضور علیہ السلام کے محبوب طریقوں کو عالم کے اندر جاری و ساری کرنے کے لئے اپنی جانوں کو جوکھوں میں ڈالا، جانیں قربان کیں، اس راہ میں کام آتے اور چمنستانِ نبویؐ کی سدا بہار بہاروں میں فرق نہ آنے دیا۔ ہم میں اور ہمارے ان بڑوں میں بنیادی فرق یہ ہے۔ کہ انہوں نے جو کہا کیا۔ اور ہم نے جو کہا اس کے خلاف کیا، تو گویا ہم ان کی ضد ہیں۔ وہ نیکیاں بڑھانے میں اس درجہ سرگرم رہے کہ بازی لے گئے اور ہم نے گناہوں میں سبقت کی اور اوّل رہے۔ وہ دائیں بازو والے فرشتوں کو مصروفِ عمل رکھتے تھے اور ہم نے کبھی انہیں تکلیف ہی نہیں دی۔ گویا ہمارا ان سے کوئی واسطہ ہی نہیں۔ اور اگر کوئی تعلق اور واسطہ ہے بھی تو بائیں بازو والے فرشتوں سے۔ ہمارے اور ہمارے بزرگوں کے اعمال، اقوال اور افعال میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ وہ اگر کوئی دنیوی کام بھی کرتے تھے تو اس کے اندر کوئی نہ کوئی دینی جذبہ پنہاں ہوتا تھا اور ہم اگر کوئی دینی کام بھی کرتے ہیں تو مقصود کوئی دنیوی نفع ہوتا ہے۔ اور اس کے باوجود ہماری غفلتوں کے پردے چاک نہیں ہوتے اور ہم کہہ اٹھتے ہیں کہ معلوم ہمارا کون سا گناہ ہے جس کی ہمیں سزا مل رہی ہے۔ گناہوں میں غرق اور احساس تک نہیں اور یوں آنکھوں کو بند کئے ہوئے ہیں کہ وہ وا نہیں ہوتیں کہ ہم یہ کہیں ؎

شکرِ نعمت ہائے اُو، چندانکہ نعمتہائے او
عذرِ تقصیراتِ ما، چندانکہ تقصیراتِ ما

ہم شب و روز گناہوں میں ہوتے ہوئے بھی اپنے آپ کو معصوم اور پاکباز سمجھتے ہیں اور ہم جن کی امّت ہیں۔ اُن کا حال تو یہ تھا کہ معصوم اور پاکباز بھی دن میں ستّر دفعہ توبہ و استغفار کیا کرتے تھے۔ ہر وقت، ہر لمحہ اور ہر آن اللہ کی عبادت میں رہتے اور پھر اعترافِ قصور اور استغفار، ہر لحظہ اسی کی یاد میں محو اور پھر اپنے عجز کا اس درجہ اظہار ؎

نہ غرض کسی سے نہ واسطہ مجھے کام اپنے ہی کام سے
ترے ذکر سے ترے فکر سے تری یاد سے ترے نام سے

راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر اس قدر عبادت کرنا کہ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ کا مصداق بننا، اور پھر اس لذت کے حصول کے لئے اس قدر کھڑے رہنا کہ پاؤں میں ورم آجاتے۔ لیکن ایک لگن ہے کہ اُس کی پیاس نہیں بجھتی۔ بلکہ اور زیادہ ہی ہوتی جاتی ہے ؎

مجھ کو جنوں نہیں ہے کہ جاگوں تمام رات
لیکن کسی کی یاد ستائے تو کیا کروں

اور پھر اپنی طرف سے دعا، التجا و استغفار بلاشبہ یہ آپؐ ہی کا حصّہ تھا۔ ہمیں اُس مولائے کل کے لطف و احسان سے کسی نیک کام کی توفیق مل جاتی ہے تو پھولے نہیں سماتے اور فخر و غرور کی وجہ سے قدم زمین سے اوپر اٹھنے لگتے ہیں۔

یاد رکھئے! بچاؤ کی صورت یہی ہے کہ اُس ارحم الراحمین کے دربار میں اپنے گناہوں کا اعتراف کریں۔ فخر و غرور کو پاس بھی نہ آنے دیں۔ اُس سے معافی چاہیں اور اسی کی طرف رجوع کریں اور درخواست پیش کریں کہ اے اللہ! ؎

تیرا کرم بھی بے حساب
میرے گناہ بھی بے شمار
اپنے کرم کی لاج رکھ
مجھ کو نہ شرمسار کر

اور جب ہم صدق دل سے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں گے تو اُس غفور الرحیم کی رحمت کا دریا جوش میں آجائے گا اور پھر ہم گنہگاروں کو رحمت کے دریا میں غوطہ دے کر نکالنے میں کوئی دیر نہیں لگے گی۔ بشرطیکہ ہم اپنے سابقہ گناہوں پر ندامت کے آنسو بہائیں اور خدائے رحیم و کریم کو اس کی بیحد وسیع رحمت کا واسطہ دے کر یوں دست بستہ عرض گذار ہوں کہ اے اللہ! ؎

گو مَیں ہوں اک بندۂ عاصی غلامِ پُرقصور
جرم میرا حوصلہ ہے نام ہے تیرا غفور
تیرا کہلاتا ہوں مَیں جیسا ہوں اے ربِّ شکور
اَنْتَ شَافِي اَنْتَ كَافٍ فِي مُهِمَّاتِ الْاُمُوْر
اَنْتَ حَسْبِي اَنْتَ رَبِّي اَنْتَ لِي نِعْمَ الْوَكِيْل

اور پھر آئندہ کے لئے اس بات کا پختہ وعدہ کہ اے اللہ! ان گناہوں کو اپنے لئے مہلک سمجھوں گا۔ اور ان سے اسی طرح بچتا رہوں گا جس طرح ہمارے اسلاف اور اکابر بچا کرتے تھے۔ اور جس طرح وہ انہیں مہلک سمجھتے تھے بعینہٖ اُسی طرح مَیں بھی انہیں مہلک سمجھتا رہوں گا۔ اور اس واقعہ سے ظاہر ہوگا کہ اُن کے اور گناہوں کے درمیان کس قدر دُوری اور بُعد ہوا کرتا تھا۔

جنگ یرموک کے موقعہ پر جب

(باقی ص ۱۶ پر)

عبدالرحمن لدھیانوی (شیخوپورہ)

جواہر القرآن

صلوٰۃ و زکوٰۃ کا رابطہ

(۱) وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ پ ۱ ع ۱ سورۃ بقرہ ایت ۳

ترجمہ۔ متقی وہ ہیں جو نماز کو قائم رکھتے ہیں اور جو ہم نے ان کو روزی دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

(۲) وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ ۝ پ ۱ ع ۵ بقرہ ایت ۴۳

ترجمہ۔ اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور نماز میں رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

(۳) وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ پ ۱ ع ۱۰ سورۃ بقرہ آیت ۸۳

ترجمہ اور سب لوگوں سے نیک بات کہیو اور نماز قائم رکھیو اور زکوٰۃ دیتے رہیو۔

(۴) وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ (پ ۱ ع ۱۳ بقرہ آیت ۱۱۰)

ترجمہ۔ اور قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ۔ اور جو کچھ اپنے واسطے آگے بھیج دو گے بھلائی۔ اس کو اللہ کے پاس پاؤ گے

(۵) وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَھْدِھِمْ اِذَا عٰھَدُوْا

(پ ۲ ع ۶ بقرہ آیت ۱۷۷)

(ترجمہ) اور نماز قائم رکھے اور زکوٰۃ دیا کرے اور جب عہد کریں تو اپنے اقرار کو پورا کرنے والے ہوں

(۶) اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ لَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝

(پ ۳ ع ۶ بقرہ آیت ۲۷۷)

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور جنہوں نے نماز کو قائم رکھا اور زکوٰۃ دیتے رہے اُن کے لئے اُن کا اپنے رب کے پاس ثواب ہے نہ اُن کو خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

(۷) اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ قِیْلَ لَھُمْ کُفُّوْٓا اَیْدِیَکُمْ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ پ ۵ ع ۸ سورہ نساء آیت ۷۷)

ترجمہ۔ کیا تو نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو حکم ہوا تھا کہ اپنے ہاتھ تھامے رکھو اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو

(۸) لٰکِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ مِنْھُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَالْمُقِیْمِیْنَ الصَّلٰوۃَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اُولٰٓئِکَ سَنُؤْتِیْھِمْ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ (پ ۶ ع ۲ سورہ نساء آیت ۱۶۲)

ترجمہ۔ لیکن جو لوگ علم میں پختہ ہیں اُن میں اور ایمان والے، سو وہ اس کو مانتے ہیں جو تجھ پر نازل ہوا اور جو تجھ پر نازل ہوا اور جو تجھ سے پہلے نازل ہوا اور آفرین ہے نماز پر قائم رہنے والوں کو اور جو زکوٰۃ کے دینے والے ہیں اور جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہیں۔ سو ایسوں کو ہم بڑا ثواب دیں گے۔

(۹) وَقَالَ اللّٰہُ اِنِّیْ مَعَکُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَیْتُمُ الزَّکٰوۃَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ

(پ ۶ ع ۷ سورہ مائدہ آیت ۱۲)

ترجمہ۔ اور اللہ نے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز قائم رکھو گے اور زکوٰۃ دیتے رہو گے اور میرے رسولوں پر یقین لاؤ گے۔

(۱۰) اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ

(پ ۶ ع ۱۲ سورہ مائدہ آیت ۵۶)

ترجمہ۔ تمہارا رفیق تو وہی اللہ اور اُس کا رسول ہے اور جو ایمان والے ہیں اور جو کہ نماز پر قائم ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ عاجزی کرنے والے ہیں

(۱۱) فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَخَلُّوْا سَبِیْلَھُمْ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ پ ۱۰ ع ۷ سورہ توبہ آیت ۵)

ترجمہ۔ پھر اگر وہ (مشرکین) توبہ کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیا کریں تو اُن کا راستہ چھوڑ دو۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(۱۲) فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ

(پ ۱۰ ع ۸ سورہ توبہ آیت ۱۱)

ترجمہ۔ سو اگر وہ (مشرکین) توبہ کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں تو حکم شریعت میں وہ تمہارے بھائی ہیں

(۱۳) اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰہَ فَعَسٰٓی اُولٰٓئِکَ اَنْ یَّکُوْنُوْا مِنَ الْمُھْتَدِیْنَ ۝ (پ ۱۰ ع ۹ توبہ آیت ۱۸)

ترجمہ۔ بے شک اللہ کی مسجدوں کو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اور جس نے نماز کو قائم کیا اور زکوٰۃ دیتا رہا اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرا، سو وہی امیدوار ہیں کہ وہ ہدایت والوں میں ہوں

(۱۴) وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اُولٰٓئِکَ سَیَرْحَمُھُمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۝ (پ ۱۰ ع ۱۵ سورہ توبہ آیت ۷۱)

ترجمہ۔ اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں نیک بات سکھلاتے ہیں اور بری بات سے منع کرتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں۔ اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر چلتے ہیں۔ وہی لوگ ہیں جن پر اللہ رحم کرے گا۔ بے شک اللہ زبردست ہے اور حکمت والا ہے۔

(۱۵) قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا ۝ وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا ۝ پ ۱۶ ع ۵ سورہ مریم آیت ۳۰

ترجمہ۔ وہ (حضرت عیسیٰ) بولا۔ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ مجھ کو اس نے کتاب دی ہے اور مجھ کو اُس نے نبی کیا اور مجھ کو برکت والا بنایا جس جگہ میں ہوں اور مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کی تاکید کی جب تک میں زندہ رہوں

(۱۶) وَکَانَ یَاْمُرُ اَھْلَہٗ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ وَکَانَ عِنْدَ رَبِّہٖ مَرْضِیًّا ۝

پ ۱۶ ع ۷ سورہ مریم آیت ۵۵)

ترجمہ۔ اور وہ (حضرت اسمٰعیل) اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کرتا تھا اپنے رب کے یہاں پسندیدہ تھا۔

(۱۷) وَجَعَلْنٰھُمْ اَئِمَّۃً یَّھْدُوْنَ

بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءَ الزَّكٰوةِ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ (پ ۱۷ ع ۵ سورہ انبیا آیت ۷۳)

ترجمہ۔ اور اُن کو (اسحٰقؑ اور یعقوبؑ) ہم نے پیشوا کیا جو ہمارے حکم سے راہ بتلاتے تھے اور ہم نے ان کو نیکیوں کا کرنا۔ نماز کا قائم رکھنا اور زکوٰۃ دینا یہ احکام وحی کئے تھے، کہلا بھیجا

(۱۸) الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلٰوةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ (پ ۱۷ ع ۱۲ سورہ حج آیت ۳۵)

ترجمہ۔ وہ کہ جب اللہ کا نام لیجئے تو اُن کے دل ڈر جائیں اور جو اُن کو پڑے اُس مصیبت کو سہنے والے۔ اور نماز قائم رکھنے والے اور ہمارے دئے ہوئے میں سے کچھ خرچ کرتے رہتے ہیں۔

(۱۹) الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ ۗ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ (پ ۱۷ ع ۳ سورہ حج آیت ۴۱)

ترجمہ۔ اگر ہم ان لوگوں کو ملک میں قدرت دیں تو وہ نماز قائم رکھیں۔ اور زکوٰۃ دیں اور بھلے کام کا حکم کریں۔ اور برائی سے منع کریں اور ہر کام کا انجام اللہ کے اختیار میں ہے۔

(۲۰) فَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوا بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ ۖ فَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ (پ ۱۷ ع ۱۰ سورہ حج آیت ۷۸)

ترجمہ۔ (اے ایمان والو) سو نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ کو مضبوط پکڑو۔ وہ تمہارا مالک ہے سو خوب مالک اور مددگار ہے

(۲۱) قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُونَ

(سورہ مومنون آیت ۲ پ ۱۸ ع ۱ آیت ۴)

ترجمہ۔ بے شک ایمان والے کامیاب ہوگئے جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں۔ اور جو بے ہودہ باتوں سے منہ موڑنے والے ہیں اور جو زکوٰۃ دینے والے ہیں

(۲۲) رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللّٰهِ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ (پ ۱۸ ع ۱۱ سورہ نور آیت ۳۷)

ترجمہ۔ وہ مرد سودا کرنے اور بیچنے میں اللہ کی یاد سے اور نماز قائم رکھنے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں ہوتے۔ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں اُلٹ جائیں گے۔

(۲۳) وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (پ ۱۸ ع ۱۳ سورہ نور آیت ۵۶)

ترجمہ۔ اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور رسول کے حکم پر چلو تاکہ تم پر رحم ہو۔

(۲۴) هُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُم بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ پ ۱۹ ع ۱۶ سورہ نمل آیت ۲-۳

ترجمہ (قرآن) ہدایت اور خوشخبری ہے ایمان والوں کے لئے جو نماز کو قائم رکھتے ہیں۔ اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اُن کو آخرت پر یقین ہے۔

(۲۵) هُدًى وَرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِينَ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُم بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ (پ ۲۱ ع ۱۰ سورہ لقمٰن آیت ۳-۲)

ترجمہ۔ (قرآن) نیکی کرنے والوں کے لئے ہدایت اور مہربانی ہے جو نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو آخرت پر یقین رکھتے ہیں

(۲۶) وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ ۖ وَأَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَآتِينَ الزَّكٰوةَ وَأَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ (پ ۲۲ ع ۱ سورہ احزاب آیت ۳۳)

ترجمہ۔ اے (نبی کی عورتو) اپنے گھروں میں قرار پکڑو اور جیسا کہ پہلے جہالت کے زمانے میں دستور تھا اپنی زینت دکھلاتی نہ پھرو اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتی رہو۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں رہو۔

(۲۷) أَأَشْفَقْتُمْ أَن تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَاتٍ ۚ فَإِذْ لَمْ تَفْعَلُوا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَأَطِيعُوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ ۚ وَاللّٰهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (پ ۲۸ ع ۲ سورہ مجادلہ آیت ۱۳)

ترجمہ۔ کیا تم ڈر گئے ہو کہ سرگوشی کی بات سے پہلے خیرات بھیجا کرو سو جب تم نے نہ کیا۔ اور اللہ نے تم کو معاف کر دیا۔ اب نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔ اور اللہ کے اور اُس کے رسول کے حکم پر چلو اور اللہ کو خبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

(۲۸) وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَأَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ۚ پ ۲۹ ع ۱۴ سورہ مزمل

ترجمہ۔ اور قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ۔ اور اللہ کو قرض دو اچھی طرح پر قرض دینا

(۲۹) حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ ۚ وَذَٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ (پ ۳۰ ع ۲۳ سورہ بینہ آیت ۵)

ترجمہ ابراہیمؑ کی راہ پر، اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور یہ راہ مضبوط لوگوں کی ہے۔

(۳۰) الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَّهُمْ دَرَجَاتٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ پ ۹ رکوع ۱۵ سورہ انفال آیت

ترجمہ۔ جو لوگ نماز کو قائم رکھتے ہیں اور ہم نے جو روزی اُن کو دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں وہی سچے ایمان والے ہیں۔ اُن کے لئے اپنے رب کے پاس درجے ہیں اور معافی و عزت کی روزی ہے۔

(۳۱) وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ (پ ۲۵ ع ۵ سورہ شوریٰ آیت ۳۸)

ترجمہ اور جن لوگوں نے اپنے رب کا حکم مانا اور نماز کو قائم کیا اور آپس کے مشورہ سے کام کرتے ہیں اور ہمارا دیا کچھ خرچ کرتے ہیں۔

(۳۲) إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللّٰهِ وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَّن تَبُورَ لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ (پ ۲۲ ع ۱۶ سورہ فاطر آیت ۲۹-۳۰)

ترجمہ۔ جو لوگ اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور ہمارے دئے ہوئے میں سے چھپے اور کھلے خرچ کرتے ہیں وہ ایک بیوپار کے امیدوار ہیں جس میں ٹوٹا نہ ہو تاکہ ان کو پورا ثواب دے اور اپنے فضل سے اور زیادہ دے۔ تحقیق وہ بخشنے والا قدردان ہے۔

(۳۳) قُل لِّعِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا يُقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خِلَالٌ (پ ۱۳ ع ۱۷ سورہ ابراہیم آیت ۳۱)

ترجمہ۔ میرے ایماندار بندوں کو کہدیجئے کہ

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

(سورت الانعام) ——— (دوسری سالگرہ)

اس درس کے موقع پر درسِ قرآن کی دوسری سالگرہ منائی گئی جس میں مقامی اور بیرونی علماء کرام کی ایک معتد بہ جماعت نے شرکت فرما کر مجلس کو منوّر فرمایا۔ سامعین میں سے مقامی حضرات کی تعداد شہروں کے عام جلسوں سے بھی متجاوز تھی اور باہر سے درس سننے کے شائقین حضرات جماعتوں کی شکل میں دور دور کا سفر طے کر کے شریک ہوتے۔ درسِ قرآن کی دوسری سالگرہ کی رونق کو چار چاند لگانے کے لئے جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور مدظلہ، مہمان خصوصی کی حیثیت سے تشریف لائے۔ حضرت مولانا محمد اجمل صاحب خطیب جامعہ رحمانیہ لاہور اور ڈاکٹر مناظر حسین صاحب نظر ایڈیٹر رسالہ خدام الدین نے بھی شرکت فرمائی۔ ان بزرگانِ کرام نے حاضرین مجلس کو مختصر وقت میں اپنے اپنے ارشادات سے بھی نوازا۔ اس نورانی مجلس کے اختتام پر سارے لوگوں کے چہروں پر خوشی کی لہریں تھیں۔ (مرتّب)

محترم بزرگو اور دوستو! اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہم کم از کم مہینے میں ایک بار قرآن سننے اور سنانے کے لئے اکھٹے ہو جاتے ہیں۔ آج اس پاکیزہ مجلس کا یہ چوبیسواں دن ہے جو ہمارے سال کے اعتبار سے دوسری سالگرہ کا دن ہے۔ ہم رب العالمین کا بے انتہا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہم جیسے گنہگاروں کو اپنے کلام مجید کے سننے اور سنانے کی توفیق عطا فرمائی اللہ تعالےٰ ہم سب کو عمل کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

جیسا کہ مَیں پچھلے درس میں عرض کر چکا ہوں کہ کوشش یہ کی جائے گی کہ ہر بڑی سورت کا پہلا رکوع اس طرح ترجمے اور تفسیر کے ساتھ پیش کیا جائے کہ سننے والے اور کہنے والے کو ساری سورت کے مضامین ذہن میں آ جائیں اور اسی کی روشنی میں وہ ساری سورت کے مضمون کو سمجھ سکے۔ یہ سورت الانعام کا پہلا رکوع مَیں نے شروع کیا تھا اُس کی چند آیتیں باقی تھیں جو ابھی ابھی تلاوت کی گئی ہیں۔

میرے بھائیو اور میرے بزرگو! یہ سورت الانعام مکّی سورت ہے جو ہجرت سے پہلے نازل ہوئی جناب نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر اور مکّی سورتوں میں بہت زیادہ وضاحت کے ساتھ جس مضمون کو بیان کیا گیا وہ مکّے کے لوگوں کے ان اعتراضات کے جوابات ہیں جو وہ نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اپنی بے دینی کے باعث کیا کرتے تھے۔ کسی بات کا پوچھ لینا، سوال کر لینا یہ اور چیز ہے۔ فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ لیکن کسی بات پر تنقید کرنا، اعتراض کرنا، اُس کے عمل سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے حجّت بازی کرنا یہ شرعاً ناجائز ہے اور قرآن کریم نے اس سے روکا ہے۔ لیکن جو لوگ ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے وہ ایسے بہانے تلاش کرتے تھے، ایسی حجّت بازی کرتے تھے کہ کسی نہ کسی طرح نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس مقصد کو لے کر آئے ہیں اس میں آپؐ ناکام ہو جائیں اگرچہ قرآن مجید نے پہلے ہی اعلان فرما دیا تھا۔ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ اور اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ؕ جس میں اللہ تعالےٰ نے اعلان فرما دیا تھا اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝ مگر پھر بھی بدباطن اور بدخواہ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتے تھے۔ ان اعتراضات کا کچھ حصّہ رب العالمین عزّ اسمہٗ نے ان آیات میں بیان فرمایا ہے جو ابھی ابھی آپ کے سامنے میں نے تلاوت کی ہیں۔ اور پھر ان کا جواب بھی رب العالمین نے خود ہی عطا فرمایا۔

میرے ان دوستوں کو جو شروع سے درسِ قرآن میں شریک ہیں یہ بات یاد ہوگی کہ سورۂ فاتحہ کے درس میں یہ بات عرض کر دی گئی تھی کہ اسلام سارے کا سارا تقلیدی دین ہے۔ یعنی تقلید کس کی؟ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ قرآن مجید نے جو سب سے پہلی ہمیں دعوت دی۔ قرآن مجید نے جو سب سے پہلے درخواست کرنے کا طریقہ ہمیں بتلایا۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (سورۂ فاتحہ) اللہ! ہمیں صراطِ مستقیم پر چلا۔ اور یہ صراطِ مستقیم کون سا رستہ ہے؟ کن کا رستہ ہے؟ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ ان لوگوں کا رستہ جن پر تُو نے انعام و اکرام کیا اور وہ انعام پر ثابت قدم رہے۔ اس انعام کے بعد وہ ڈگمگائے نہیں۔

اور پھر اسی روشنی میں میرے دوستو! ایمان بالغیب کا مسئلہ اور باقی مسائل کو بیان فرمایا قرآن مجید نے۔ سورۂ بقرہ کو دیکھ لیجئے۔ پھر سورۃ آل عمران کے شروع میں مَیں عرض کر چکا ہوں، سورتِ نساء کے شروع میں عرض کر چکا ہوں۔ سورتِ مائدہ میں ایمان بالغیب کا مسئلہ تقلید محض عرض کر چکا ہوں کہ جن جانوروں کے کھانے کو قرآن نے حرام فرمایا ان کو حرام سمجھو، جن کو حلال فرمایا ان کو حلال سمجھو۔ سورتِ نساء میں عورتوں کی قسمیں بیان فرمائیں ——— جس عورت کے ساتھ نکاح حرام ہے اس کو حرام سمجھو، جس عورت کے ساتھ نکاح حلال ہے اس کو حلال سمجھو۔ سورتِ آلِ عمران میں حضرت مسیح ابنِ مریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ولادت بغیر باپ کے بیان فرمائی۔ بات تمہاری عقل میں آئے یا نہ آئے۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ مَیں نے عیسیٰ ابنِ مریم کو بلا باپ کے پیدا کیا لہٰذا تم اس کو صحیح سمجھو۔ سورتِ بقرہ میں عقاید بیان کئے اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ یہ سارے عقیدے ہیں اور عقیدے کا تعلق ایمان بالغیب کے ساتھ ہے اور سورتِ بقرہ کے شروع میں فرمایا۔ الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ

يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ ۝ اب غیب کی بات پر یقین کب آئے گا؟ جب غیب کی بات کہنے والے کو سچا مانیں گے تبھی تو غیب کی بات پر یقین آئے گا۔ جو ذاتِ بابرکات ہمیں ایک بات کی اطلاع دیتی ہے۔ ہمیں اس پر اعتماد ہے، یقین ہے تو ہم اس کے ارشاد کو بھی مان لیں گے۔ نعوذ باللہ اگر ہمیں اس کی بات پر یقین نہیں ہے تو ہم اس کے ارشادات کو کیسے تسلیم کر سکتے ہیں؟

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہر بات کو خواہ وہ تکوینی تھی خواہ وہ تشریعی تھی، مانا ہے۔ احادیث کو اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ ایک صحابی حاضرِ خدمت ہوتے ہیں۔ اے اللہ کے نبی! میرے بھائی کو اسہال کی شکایت ہے اُسے دست آتے ہیں۔ نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اپنے بھائی کو جا کر شہد پلا دو۔ وہ یہ نہیں پوچھتے کہ حضور! شہد کا تعلق اسہال کے ساتھ کیا؟ یہ تو اسہال کو بڑھائیگا۔ جا کر شہد پلا دیا۔ پھر اسہال کی شکایت اور بڑھ گئی۔ پھر عرض کیا۔ حضورؐ نے پھر فرمایا کہ جا کر شہد پلا دو۔ تیسری مرتبہ پھر حاضرِ خدمت ہو کر عرض کیا۔ فرمایا۔ شہد پلا دو۔

یہ مَیں امتثالاً للامر بیٹھ گیا ورنہ آج کے درس میں مجھے بڑا حجاب آتا ہے۔ مجھ سے بڑے بڑے علمائے کرام تشریف لائے ہیں۔ (اللہ ان کی سرپرستیوں کو ہمارے سروں پر قائم رکھے) خصوصاً ہمارے واجب الاحترام، ہمارے مخدوم حضرت مولانا
حضرت مولانا
محمد عبیداللہ انور صاحب دامت برکاتہم جو ہمارے حضرت شیخؒ کے پورے ظِلّ ہیں روحانی طور پر، عملی طور پر، علمی طور پر، وہ رونق افروز ہیں۔ ان کی حضوری میں مَیں کچھ عرض کروں مجھے گستاخی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ معمول ہے اور اسی معمول کی تقریب میں یہ جلسہ منعقد کیا جا رہا ہے۔ اس لئے مَیں علمائے کرام سے بھی معافی کا طلبگار ہوں۔ مجھے گستاخ نہ سمجھا جائے بلکہ ایک طالب علم کی حیثیت سے یہ سمجھا جائے کہ اپنا سبق ان کے سامنے دہرا رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے ان کی روحانی دعاؤں اور برکات سے اللہ تعالیٰ میرے علم میں برکت پیدا فرما دے۔

تو تیسری مرتبہ جب وہ صحابی حاضرِ خدمت ہوتا ہے تو عرض کرتا ہے کہ اے اللہ کے نبی! (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) میرے بھائی کو صحت ہو گئی — امام الانبیاءؐ فرماتے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ ہیں کیسے سمجھنا کہ شہد میں شفا نہیں ہے؟ جب قرآن مجید یہ فرماتے ہیں۔ فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ ط شہد میں تمام لوگوں کے لئے شفا ہے۔ علاج نہیں کیا۔ علاج میں تو کبھی شفا ہوتی ہے کبھی نہیں ہوتی۔ فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ ط اللہ کا قرآن یہ فرمائے، اللہ تعالیٰ یہ فرمائیں، اللہ کا نبی یہ فرمائے کہ شہد میں شفاء ہے۔ تو اللہ کے نبیؐ کی بات بھی سچی ہو گی، اللہ کے قرآن کی بات بھی سچی ہو گی، اللہ کے فرشتے کی، لانے والے کی بات بھی سچی ہو گی۔ تیرے بھائی کا پیٹ تو جھوٹا ہو سکتا ہے لیکن یہ باتیں جھوٹی نہیں ہو سکتیں۔

اب یہ تکوینی بات ہے اس کا تشریع سے کوئی تعلق نہیں۔ ایک آدمی شہد نہیں پیتا، نہ پیئے۔ شہد نہیں کھاتا نہ کھائے۔ حرام کرنے کا اور مسئلہ ہے۔ حلال کو حرام کر دینا یہ شرعاً حرام ہے۔ لیکن ایک آدمی کہتا ہے کہ مَیں شہد نہیں کھاتا، ٹھیک ہے نہ کھائے۔ نہیں پیتا، نہ پیئے، کوئی حرج نہیں۔ یہ تکوینی بات ہے۔ تکوینی بات کا مطلب یہ ہے کہ جس کا تعلق ہماری انسانی زندگی کے ساتھ ہے۔ اس میں شریعت کا کوئی دخل نہیں ہے لیکن اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جب تکوینی بات کا حکم دیا تو صحابی نے مانا، صحابی کو شفا ہوئی۔

دوسری حدیث میں آتا ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں بھی موجود ہے۔ نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک گھر تشریف لے گئے۔ پوچھا گھر میں کیا پکا ہے؟ عرض کیا اللہ کے نبیؐ بکری کا گوشت پکا ہے۔ (جسے ہماری بولی میں پٹھ کا گوشت کہتے ہیں) آپؐ نے فرمایا۔ ایک ران نکال کر دے دیں مجھے (حضورؐ کو ران کا گوشت بڑا پسند تھا) حضورؐ کے پیش کی گئی۔ حضورؐ نے تناول فرمائی اور پھر امام الانبیاءؐ نے فرمایا کہ دوسری بھی دے دو۔ دوسری پیش کی گئی۔ وہ تو بڑے خوش نصیب صحابی تھے جن کے گھروں میں امام الانبیاءؐ جا کر کھاتے اور پیتے تھے ۔

بہ آہوانِ صحرا سرِ خود نہادہ برکف
بہ اُمیدِ آنکہ کا ہے بہ شکار خواہی آمد

نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے ساتھ وہ پیار کیا، وہ پیار کا برتاؤ کیا۔ وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِينَ ط کہ ایسے پیار کو دنیا کا کوئی قائد، کوئی رہنما نہیں پیش کر سکتا — تو حضور انور جب دوسری بوٹی تناول فرما چکے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تو آپؐ فرماتے ہیں کہ تیسری دو۔ عرض کرتے ہیں اللہ کے نبیؐ! رانیں تو دو ہی ہوتی ہیں۔ تیسری تو نہیں ہوتی۔ سنئے جواب — مشکوٰۃ شریف میں موجود ہے۔ علماء کرام کا اجتماع ہے۔ امام الانبیاءؐ فرماتے ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہ اگر تو انکار نہ کرتا (یا انکار نہ کرتی) اور میرے کہنے پر ہانڈی سے ران کا گوشت نکالتی رہتی تو مجھے خدا کی قسم ہے کہ جب تک مَیں مانگتا رہتا نکلتی ہی رہتیں — اب بھائی! بکری کی دو رانیں ہوتی ہیں کہ تین ہوتی ہیں؟ سب کو پتہ ہے کہ دو ہوتی ہیں۔ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تکوینی امور میں بھی ایمان رکھا جائے یہ غلط نظریہ ہے کہ نبی کی حیثیت کو تسلیم کیا جائے (اللہ مجھے اور آپ کو ایسے نظریوں سے بچائے) نبی ہر حال میں نبی ہوتے ہیں۔ یہ نہیں ہوتا کہ دفتر میں نبی اور گھر میں نبی نہیں ہیں مسجد میں نبی ہیں تو گھر میں نبی نہیں ہیں۔ نہ نہ۔ نبی ہر حال میں نبی، سوتے میں بھی نبی، جاگتے میں نبی، بیٹھتے بھی نبی، اٹھتے بھی نبی، بستر پر بھی نبی، زمین پر بھی نبی، آپؐ روضۂ اقدس میں بھی نبی ہیں۔ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان تشریعی طور پر بھی ہو، تکوینی طور پر بھی ہو۔ اس لئے میرے بزرگو اور دوستو! سورتِ انعام میں بھی اسی چیز کو بیان فرمایا جا رہا ہے کہ یہ جو بکتے کہ کافر آپؐ پر اعتراض کرتے ہیں درحقیقت ان کا اعتماد آپؐ پر نہیں ہے اگر آپؐ پر اعتماد ہوتا تو یہ کبھی یہ بات نہ کرتے۔ جو بات آپؐ فرماتے تو بس یہ مان لیتے۔ جب اللہ کے نبی ایک بات

فرمائیں، اللہ کے رسول ایک بات فرما دیں (صلی اللہ علیہ وسلم) تو امت کے لئے کیا حق ہے کہ وہ اپنے ناقص عقول کو (عقل ہمارے پاس ہے کہاں؟) عقل سلیم تو ان کی تھی جو وحی نبوت سے مشرف تھے یا ان کے متبعین کی تھی جنہوں نے اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کے ساتھ منسلک فرمایا۔ میرے دوستو اور بزرگو! میرے اور آپ کے عقول ہی کیا ہیں؟ یہ تو کچھ عقول نہیں ہیں، یہ تو مادی زندگی کے کچھ تھوڑے سے تجربات ہیں، جہاں ہمارا تجربہ ختم ہوتا ہے وہاں ہماری عقل ختم ہو جاتی ہے۔

دیکھئے ہماری عقل تو ہمارے تجربے کی محتاج ہے۔ عقل ہماری نقل ہے۔ درحقیقت عقل ہے ہی نہیں ہے۔ اگر ہم کسی چیز کو نہ دیکھیں تو اس کے متعلق فیصلہ نہیں کر سکتے۔ جیسا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ عقل کے پانچ گواہ ہیں۔ عقل جج ہے اور اس کے گواہ ہیں پانچ۔ ان پانچ گواہوں میں سے ایک گواہ بھی گواہی نہ دے۔ تو عقل فیصلہ نہیں کر سکتی۔ یعنی عقل ایسا ناقص جج ہے کہ اگر پانچ گواہوں میں سے ایک گواہ بھی انکار کردے تو وہ فیصلہ اس کے متعلق نہیں دے سکتا۔ وہ پانچ گواہ وہ ہیں۔ جنہیں ہمارے فلاسفہ قدیم نے حواس خمسہ سے تعبیر کیا۔ قوت باصرہ، قوت سامعہ، قوت شامہ، قوت لامسہ، قوت ذائقہ، یہ پانچ قوتیں ہیں۔ جن کو فلاسفہ حواس خمسہ کہتے ہیں، یہ پانچ قوتیں انسان کو عطا ہوئیں، ان پانچ قوتوں کے بل بوتے پر انسانی عقل بھی کچھ تھوڑی بہت ٹھوکریں مار لیتی ہے۔ اگر ان میں سے ایک قوت بھی جواب دے دے تو عقل وہیں رک جاتی ہے

دیکھئے، ایک ہے مادر زاد اندھا جس نے ساری زندگی میں کسی رنگ کو دیکھا ہی نہیں اس سے اگر پوچھا جائے کہ تیری عقل میں سبز رنگ اچھا ہے کہ لال رنگ اچھا ہے؟ کیا کہے گا: کہے گا جی میں نے تو نہ لال دیکھا ہے نہ سبز دیکھا ہے، مجھے کیا پتہ لال کیا ہوتا ہے سبز کیا ہوتا ہے عقل نے فیصلہ کیا؟ ختم ہو گئی—

آپ کسی ایسے انسان سے جس میں قوت ذائقہ موجود نہیں ہے اس سے اگر پوچھیں کہ تیرے نزدیک گڑ میٹھا ہے یا مرچیں، کہے گا جی نہ میں نے گڑ کبھی چکھا ہے نہ مرچیں مجھے کیا پتہ کہ گڑ میں کونسی مٹھاس ہے اور مرچوں میں کونسی کڑواہٹ ہے گونگے انسان سے پوچھیں کہ تیرے نزدیک قرآن مجید کا سننا بہتر ہے یا ریڈیو کا گانا؟ وہ کہے گا جی میری تو زبان ہی نہیں چلتی، نہ میں قرآن پڑھ سکتا ہوں، نہ ریڈیو کا گانا گا سکتا ہوں۔ میری عقل فیصلہ ہی نہیں کر سکتی۔ بہرے سے پوچھئے کہ تو قرآن سننے کو بہتر سمجھتا ہے۔ کہ ریڈیو کے سننے کو؟ وہ کہتا ہے کہ میرے نزدیک تو دونو ایک جیسے ہیں میں نے کبھی سنا ہی نہیں۔ اب اس انسان کی عقل نے کوئی فیصلہ کیا؟ اس لئے نہیں کر سکا کہ اس کے جو پانچ تھے وہ پانچوں منحرف ہیں، اب وہ فیصلہ کیا کرے۔ تو میرے دوستو! ایسی عقل کے بل بوتے پر ہم اسلام کو ناپنے لگ گئے ہیں—"جی ہماری سمجھ میں بات نہیں آئی— اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ایسی بیماریوں سے بچائے۔ آج ہم اپنی سمجھوں پر ناپتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو اور قرآن مجید کی تعلیمات کو۔

تو ان آیتوں میں جو آپ کے سامنے ابھی پڑھی گئی ہیں جوابات ہیں ان الزامات کے یا اعتراضات کے جو حجت بازی کے طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کئے گئے— میں آپ کا وقت زیادہ نہیں لینا چاہتا، میں کوشش کروں گا کہ جلدی ہی اپنے درس کو حسب معمول ختم کردوں تاکہ اس کے بعد باقی اکابر کچھ تھوڑا سا ارشاد فرمائیں۔ انشاء اللہ حضرت دامت برکاتہم بھی فرمائینگے تاکہ یہ مجلس جو ہے منور ہو جائے۔ اس لئے میں ساتھ ساتھ ترجمہ بھی کردوں گا اور تشریح بھی تھوڑی سی کرتا جاؤں گا)

بقیہ - جواہر القرآن

کہ وہ نماز قائم رکھیں اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کریں۔ اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس میں نہ خرید و فروخت ہو اور نہ دوستی۔

(۳۴) وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ

(پ۱۳ ع ۹ سورہ رعد آیت ۲۲)

ترجمہ۔ اور وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب کی خوشی کے لئے صبر کیا اور نماز قائم رکھی اور ہمارے دئے ہوئے میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کیا اور برائی کے مقابلہ میں بھلائی کرتے ہیں۔ ان کے لئے آخرت کا گھر ہے

برادران اسلام۔ قرآن پاک میں نماز کے ساتھ ۸۲ جگہ زکوٰۃ کا حکم موجود ہے۔ اس مضمون میں صرف ۳۴-۳۵ آیات کا حوالہ دیا گیا ہے۔ نماز بدنی عبادت ہے۔ اور زکوٰۃ مالی۔

اگر کوئی شخص زکوٰۃ ادا نہ کرے تو وہ ایسا ہے کہ گویا اس نے اپنے خالق و مالک کی ۸۲ نافرمانیاں کیں۔ نماز اور زکوٰۃ اسلام کے دو پر ہیں جس طرح کوئی پرند اپنے دونوں پروں کے بغیر اڑ نہیں سکتا۔ اسی طرح مسلمان جب تک نماز اور زکوٰۃ دونو احکام کی اطاعت نہ کریں گے کبھی کسی منزل مقصود پر نہیں پہنچیں گے۔

قرآن مجید میں نماز کے حکم کے ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم بھی دیا گیا ہے۔ جہاں اقیموا الصلوٰۃ فرمایا وہاں اٰتوا الزکوٰۃ کا حکم بھی آیا ہے۔

اسلام کے پانچ ارکان ہیں۔ جن میں سے نماز اور زکوٰۃ بار بار دہرایا گیا ہے۔ اس بار بار تکرار سے ہر دو رکنوں کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔

روزہ اور حج کے احکام میں اتنا تکرار نہیں ہے صرف چند آیات پر اکتفا کیا گیا ہے

دنیا کے ہر مذہب نے غریبوں اور محتاجوں کے ساتھ ہمدردی کرنے کی تعلیم دی ہے۔ اسلام ایک عالمگیر مذہب کی حیثیت میں صرف ضرورت مندوں کی ضرورت کو پورا کرنا چاہتا ہے۔

زکوٰۃ ادا کرنے سے انسان کا جذبہ بخل و کنجوسی ختم ہو جاتا ہے مال کی محبت، لالچ اور تنگدلی دور ہو جاتی ہے۔ انسان کے دل میں ہمدردی اور رحمدلی پیدا ہوتی ہے غریبوں اور محتاجوں کی ضروریات کا احساس ابھرتا ہے۔ قومی اور اجتماعی ضرورتوں کو پورا کرنے کا

شوق اور جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے راہ خدا میں خرچ کر کے رضائے الٰہی حاصل ہوتی ہے

نماز تنظیم پیدا کرتی ہے باقاعدگی ترتیب اور سلیقہ سکھاتی ہے نماز چستی اور ہمت پیدا کرتی ہے۔ نماز سے پابندیٔ اوقات اور ایفائے عہد کی عادت پڑتی ہے۔ نماز کی صفوں کی درستی اور اتحاد، دلوں میں درستی اور اتحاد پیدا کرتی ہے اور جنگ کی صفوں کو طاقت بخشتی ہے نماز محبت، ہمدردی، اور اُنس پیدا کرتی ہے۔ نماز مساوات سکھاتی ہے۔ بندہ و آقا اور غلام و مالک کی تمیز اُٹھ جاتی ہے۔ نماز اخوت کا سبق دیتی ہے اور اطاعت امیر کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔ نماز مومن کے لیے معراج ہے۔ نمازی اپنے رب سے باتیں کرتا ہے۔ نماز روح کو پاکیزہ بناتی ہے۔ دل میں خوف خدا اور غریبوں کی محبت پیدا ہوتی ہے۔

بقیہ : خطبہ جمعہ

بیویاں ہی بنتی ہیں۔ وہ شادی اور غمی میں اپنی ناسمجھی کے باعث کافرانہ رسم و رواج کی انجام دہی ضروری سمجھتی ہیں اور پھر خاوندوں کو بھی اس پر مجبور کرتی ہیں اس طرح گھر میں جھگڑا کھڑا ہو جاتا ہے اور کمزور ایمان کے خاوند بیویوں کے آگے جھک جاتے ہیں جس سے آخرت برباد ہوتی ہے۔ اسی لئے حق تعالیٰ سبحانہٗ نے فرمایا ہے۔ اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ۔ لیکن یہ بات ہرگز نہ بھولئے کہ اس کا ذمہ دار خاوند ہوتا ہے۔ جب دین کا معاملہ آئے اور کسی طرزِ عمل یا رسم و رواج سے دین کی مخالفت ہوتی ہے تو صاف صاف کہہ دیجئے کہ میں نے تو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی رکھنا ہے اگر وہ ناراض ہو گئے تو میرا کوئی ٹھکانہ نہیں اور اگر وہ راضی ہو گئے تو میرا سب کچھ ہے۔ پس اس سلسلے میں مرد بھی ذمہ دار ہے آپ اپنے اس عذر کی وجہ سے بری الذمہ قرار نہیں دئے جا سکتے کہ مستورات نہیں مانتیں یا اولاد کہنے نہیں لگتی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو استقامت عطا فرمائے اور ہمیں زندگی کے ہر گوشے میں کتاب و سنت کو مشعلِ راہ بنانے کی توفیق بخشے۔ آمین!

بقیہ : اپنے گناہوں اور ......

حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو رومیوں کی کثرت تعداد اور جنگی تیاریوں کی اطلاع دی گئی تو انہوں نے جواب میں لکھا۔ "تم سب اکھٹے رہو اور ایک فوج بن کر مشرکین کا مقابلہ کرو، تم اللہ کے مددگار رہو، اللہ اپنے مددگاروں کی مدد کرتا ہے، کافروں کی مدد نہیں کرتا۔ تم کو قلت سے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ ہاں اگر تمہیں نقصان پہنچ سکتا ہے تو اپنے گناہوں سے۔ پس ان سے بچتے رہو۔"

(البدایہ جلد ۷، ص۵)

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو نیک کام کرنے کی توفیق بخشے، برے کاموں سے بچائے اور ہمارے گناہوں سے درگذر فرمائے، ہمیں اپنی مرضیات پر چلائے اور نامرضیات سے بچائے اور حسنِ خاتمہ کی دولت سے نوازے۔ آمین یا الٰہ العالمین!

ایجنٹ حضرات قارئین کرام اور فاضل مضمون نگاروں سے

استدعا

(۱) جن ایجنٹ حضرات کے ذمے خدام الدین کے بل ایک عرصہ سے واجب الادا ہیں وہ براہ کرم بلا تاخیر ادا کر کے اس اہم اخلاقی فرض سے سبکدوش ہوں تاکہ خدام الدین کے لئے مشکلات پیدا نہ ہوں

(۲) "خدام الدین" کے قلمی کرمفرماؤں سے ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں کہ وہ اپنے مضامین کو خوشخط اور کاغذ کے ایک طرف لکھا کریں نیز متن میں جہاں کہیں قرآن پاک کی آیات یا حدیث نبوی درج فرمائیں تو اعراب کی صحت کے ساتھ ساتھ سورت رکوع اور آیت نمبر کا حوالہ بھی ضرور دیا کریں تا کہ کتابت کرتے وقت قرآن پاک یا کتاب حدیث سے دوبارہ صحت کا یقین کر لیا جائے یہ اس لئے انتہائی ضروری ہے کہ حوالوں کی عدم موجودگی میں اکثر آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کی صحتِ کتابت غیر یقینی رہ جاتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ کلام خدا و رسول کے معاملے میں چھوٹی سے چھوٹی فروگزاشت بھی عتاب خداوندی کا موجب بن سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی فرو گزاشتوں سے محفوظ رکھے ہم امید کرتے ہیں۔ کہ مضمون نگار حضرات ان امور کا خاص خیال رکھیں گے جن قارئین نے بعض ایسی غلطیوں کی نشان دہی فرمائی ہے۔ ہم اُن کے شکر گزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں جزائے خیر دے آئندہ پوری احتیاط برتی جائے گی۔

(ادارہ)

معذرت

خدام الدین کے شمارہ بابت ۳ مارچ کے درس قرآن کالم ۳ میں دو جگہوں پر آیات میں کتابت کی افسوسناک غلطیاں ہو گئی ہیں۔ صحیح آیت یوں ہے۔

اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِىْ تُوْرُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَاۤ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ۝

اس کے آگے چند سطور کے بعد دوسری آیت پاک کے آخری مبارک الفاظ میں ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝ پڑھا جائے

اسی طرح ۲۴ مارچ کے شمارے میں درس قرآن کالم ۳ میں پہلی آیت شریفہ کی کتابت غلط ہو گئی ہے جسے صحیح یوں پڑھا جائے۔

ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَاۤ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ۝

ادارہ ان افسوسناک فروگزاشتوں پر قارئین سے معذرت خواہ ہے اور اللہ رب العزت سے انتہائی ندامت کے ساتھ معافی طلب کرتا ہے۔ اور مضمون نگار حضرات اور مرتبین اصحاب سے درخواست کرتا ہے کہ وہ آیات درج فرماتے ہوئے ازراہ کرم احتیاط بھی برتیں اور ساتھ ہی حوالہ ضرور درج فرمایا کریں۔ (ادارہ)

مرتبہ محمد امین بورسٹل - بہاول پور

جہاد کی چہل احادیث مبارکہ

(۱) جو شخص خدا کی راہ میں جہاد کرنے نکلا خدا اُس کا ضامن ہو گیا (بخاری مسلم)

(۲) خدا کی راہ میں لڑنے والا ایسا ہے۔ جیسا ایک عبادت گزار جو روزہ رکھنے اور قرآن پڑھنے اور نماز پڑھنے سے کبھی نہیں تھکتا (بخاری مسلم)

(۳) جس بندہ کے پاؤں خدا کی راہ میں گرد آلود ہوں اُسے آگ نہیں چھوتی (بخاری)

(۴) جنت میں داخلہ کے بعد کوئی شخص دنیا کی آرزو نہیں کرے گا۔ مگر شہید تاکہ وہ دنیا میں جائے اور دس مرتبہ شہید ہو۔ کیونکہ اُسے شہادت کی عظمت اور مرتبے کا پتہ ہو گا (بخاری مسلم)

(۵) حضور پاک نے فرمایا۔ کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں مگر نیت اور جہاد ہے۔ بس جب جہاد کے لئے پکارا جائے تو سب نکل آؤ (بخاری مسلم)

(۶) فرمایا۔ شہید کو شہادت کے وقت صرف اتنی تکلیف ہوتی ہے جتنی کہ چیونٹی کاٹنے کی درد محسوس ہوتا ہے یعنی معمولی تکلیف ہوتی ہے۔ (ترمذی۔ نسائی وغیرہ)

(۷) فرمایا۔ جنت تلواروں کے سایہ میں ہے یعنی مجاہدین جنت میں ہوں گے (مسلم)

(۸) فرمایا۔ کہ ایمان لانے کے بعد سب سے زیادہ افضل عمل جہاد ہے (بخاری مسلم)

(۹) اللہ تعالےٰ کے راستے میں جہاد کرنا ستر سال کی عبادت سے افضل ہے (ترمذی)

(۱۰) جو شخص تھوڑی دیر کے لئے بھی جہاد کرتا ہے۔ اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (ترمذی)

(۱۱) تین شخصوں کی اعانت اللہ کے ذمّے ہے اور ایک اُن میں مجاہد ہے (ترمذی)

(۱۲) ایک نو مسلم جہاد میں شریک ہو کر شہید ہو گیا۔ حضور نے فرمایا۔ اگرچہ اُس کے عمل قلیل تھے۔ مگر وہ کثیر اجر کا مستحق بن گیا (بخاری مسلم)

(۱۳) خدا کو دو قطرے بڑے ہی پسند ہیں ایک آنسو کا قطرہ جو خدا کے خوف سے نکلے دوسرے خون کا قطرہ جو جہاد میں نکلے (ترمذی)

(۱۴) دو وقت دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ ایک آذان کے وقت دوسرے جہاد میں صف آرائی کے وقت (ابوداؤد)

(۱۵) ایک بار اللہ کے راستے میں نکلنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے (بخاری مسلم)

(۱۶) جو شخص جہاد کے ارادے سے نکلا خواہ وہ تلوار کے سوا کسی اور طریقہ سے مرا شہید ہی ہو گا اُس کے لئے جنت ہے (ابوداؤد)

(۱۷) میدان جہاد کے...... گرد آلود پاؤں پر آگ حرام ہے (ترمذی)

(۱۸) شہید کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں مگر قرض نہیں ہوتا۔ (مسلم)

(۱۹) اگر کوئی شخص جنگ کی مصیبت میں صبر کرے اور منہ نہ پھیرے۔ تو یہ اُس کے تمام گناہوں کا کفارہ ہو گا سوائے قرض کے

(۲۰) شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کی شکل میں جنت کے پھل کھاتی پھرتی ہیں (ترمذی)

(۲۱) شہید کو اپنے خویش و اقارب کے ستّر آدمیوں کی شفاعت کا حق دیا جائیگا گویا ستر بخشوائے گا۔ (ترمذی)

(۲۲) شہداء کے چھ مرتبے ہیں! بخشا جاتا ہے ۲۔ شہادت کے وقت جنت دیکھ لیتا ہے ۳۔ عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے ۴۔ قیامت کی گھبراہٹ سے مامون رہتا ہے ۵۔ اس کے سر پر تاج رکھا جاتا ہے ۶۔ اور ستّر افراد قبیلہ کے لئے اُس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے (ترمذی)

(۲۳) شہید کا دم نکلتے ہی اُسے جنت کے انعام و اکرام دئے جاتے ہیں۔ اُسے قیامت کا انتظار کرنا نہیں پڑتا بلکہ خون کا قطرہ گرنے سے پہلے جنت میں جا پہنچتا ہے۔

(۲۴) شہداء کو قبروں میں کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ اُن کے لئے تلوار کا سایہ تمام فتنوں کی آڑ بن جاتا ہے۔ (نسائی) یعنی شہدا سے قبر میں کوئی سوال نہیں ہوتا۔

(۲۵) ایک تیر کی وجہ سے تین آدمی جنت میں جائیں گے ایک جس نے جہاد کی نیت سے تیر بنایا۔ دوسرے جس نے جہاد کی نیت سے مشق کی۔ تیسرے جس نے اٹھا کر دیا۔ (ابوداؤد)

(۲۶) خدا کا ذکر کے علاوہ باقی سب لہو اور لہو ہے۔ مگر تیر کی مشق۔ گھوڑے کی سواری اور پیراکی جائز ہیں۔ (طبرانی)

(۲۷) دشمن کا ایک تیر لگتا ہے۔ تو جنت میں ایک درجہ بلند ہوتا ہے (صحاب وسنن)

آج کل تیر کی بجائے بندوق کی مشق ضروری ہے۔

(۲۸) جہاد کی نیت سے گھوڑا پالنے والے کو گھوڑے کے بول و براز کا بھی ثواب ملے گا۔ اور وہ نیکی کے پلڑے میں ہو گا (بخاری)

اس کے آگے ہے۔ کہ خدا کو ذاکر اور مجاہد کی زندگی بہت پسند ہے۔

(۲۹) دو آنکھوں پر دوزخ حرام ہے۔ ایک وہ آنکھ جو خوف خدا سے روئے دوسرے وہ آنکھ جو مجاہدین کی حفاظت کے لئے کھلی رہے۔ یعنی پہرہ دے (ترمذی۔ طبرانی)

(۳۰) جس نے خطرے کے موقعہ پر مجاہدین کی پاسبانی کی۔ اُس کی وہ رات شب قدر سے بہتر ہے۔ (حاکم)

(۳۱) مجاہدین کی حفاظت کے لئے پہرہ دینا اُس شخص کے ثواب سے افضل ہے جو دن کو روزہ رکھے اور رات کو عبادت کرے (حاکم)

(۳۲) جس نے کسی غازی کو سامان حرب دیا۔ یا خیمہ دیا۔ اور اُس کے بال بچوں کی حفاظت کی۔ وہ ایسا ہے جیسے خود شریک جہاد ہے (بخاری مسلم)

(۳۳) مجاہدین کے لئے سایہ کرنا یا خدمتگار دینا بہترین صدقہ ہے (ترمذی)

مطلب یہ ہے کہ مجاہدین کی خدمت کرنا بہترین صدقہ ہے

(۳۴) خدا کے راستے میں رباط دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ رباط سرحد پر حفاظت کے لئے قیام کو کہتے ہیں۔ ایک دن رباط ایک ماہ کے قیام و صیام سے بہتر ہے

(۳۵) مرابط فی سبیل اللہ گر اپنی موت بھی مرے تو شہید اُٹھے گا۔ طبرانی

(۳۶) رباط ایک قسم کا صدقہ جاریہ ہے اور مرابط کا ثواب قیامت تک جاری رہتا ہے۔ اور وہ عذاب قبر سے مامون رہتا ہے (ابوداؤد)

(۳۷) ایک مہینے کا رباط تمام عمر کے روزوں سے بہتر ہے (طبرانی)
یعنی یہ ایک مہینے تک سرحد کی حفاظت کا درجہ ہے۔

(۳۸) مرابط کی عبادت کا ثواب دو چند لکھا جاتا ہے (ابو داؤد)

(۳۹) مرابط اگر........ قرآن کی ہزار آیتیں پڑھتا ہے۔ تو اس کو انبیاء صدیقین۔ شہدا اور صالحین کی معیت حاصل ہوتی ہے (حاکم)

(۴۰) سرحدی چوکی پر پہرہ دینے والا ساری عمر کے عبادت گزار سے اچھا ہے غازی کے نتھنوں کی خاک دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ قیامت کو گھوڑے کا بول و براز تک نیکی کے پلڑے میں ہوگا۔

نوٹ:۔ امن میں نیت جہاد ضروری ہے۔ اور جنگ کے وقت جہاد کے لئے بلا عذر نہ نکلنا گناہ ہے۔

قادیانیت سے توبہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ۔

میں غلام حسین خاں افسر مال پنشنر ساکن ڈیرہ اسمٰعیل خاں مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد مانتا تھا۔ آج مولینا لال حسین صاحب اختر اور مولانا عبدالرحیم صاحب اشعر مبلغین مجلس مرکزیہ تحفظ ختم نبوت ملتان نے مفصل طور پر مرزا صاحب قادیانی کے دعوٰے نبوت اور توہین انبیاء علیہم السلام کے حوالہ جات میرے سامنے پیش کئے۔ تو ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعوٰی کیا تھا اور انبیاء علیہم السلام کی توہین کی تھی اس لئے میں آج اللہ تعالٰے کی بارگاہ معلّٰی میں التجا اور توبہ کرتا ہوں کہ مرزا قادیانی نہ مسلمان تھا نہ مجدد تھا۔ اللہ تعالٰے مجھے اہلسنت والجماعت کے عقیدہ پر قائم رکھے اور میری توبہ قبول فرمائے۔

فقط المرقوم یکم ذوالحجہ ۱۳۸۶ھ

گواہ
(مولانا) علاؤ الدین مہتمم دارالعلوم غلام حسن غفرلہ ڈیرہ اسماعیل خاں۔
(مولانا) محمود عفا اللہ خانقاہ یٰسین زئی پنیالہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خاں

اعلان

مدرسہ عربیہ قاسم العلوم لیہ ضلع مظفر گڑھ میں طلباء کی محدود تعداد کے لئے داخلہ کی گنجائش ہے۔ بیرونی طلباء کے لئے قیام۔ طعام اور دیگر ضروری اخراجات کا مدرسہ ہی کفیل ہوگا۔ طلباء فوری طور پر توجہ کریں۔
(محمد قاسم)

سالانہ جلسہ

مدرسہ عربیہ نعمانیہ کمالیہ کا انیسواں سالانہ جلسہ ۶ر ۷ر ۸ر اپریل ۶۷ء کو منعقد ہو رہا ہے جس میں ملک کے بڑے بڑے علماء کرام اور مشائخ عظام شرکت فرما رہے ہیں۔
محمد رمضان مہتمم مدرسہ

بقیہ قیامت

جو لوگ مسلمان ہوں گے اور انہوں نے اچھے کام کئے ہوں گے۔ ان سے اللہ خوش ہوگا اور جنت دے گا۔ جو لوگ مسلمان نہ ہوں گے ان کو اللہ دوزخ میں ڈالے گا۔ (ماخوذ)

ابو العرفان محمد اسماعیل

دعائے صحت

حافظ اقبال احمد صاحب کے والد بزرگوار تقریباً دو ماہ سے سخت بیمار ہیں۔ قارئین کرام سے درخواست ہے کہ وہ ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے خشوع قلب سے دعا فرمائیں۔

اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ (مسند ابو یعلی جلد ۱ صفحہ ۳۰)

مدرسہ حیات النبیؐ گجرات کا چھٹا سالانہ

جلسہ

۷ر ۸ر ۹ر اپریل ۱۹۶۷ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار جامع مسجد حیات النبیؐ میں منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں ملک کے مشہور علماء کرام و مشائخ عظام تشریف لا رہے ہیں۔

انجمن مدرسہ حیات النبیؐ، گجرات

بچوں کا صفحہ

ختم نبوّت! مسلمانوں کا اجتماعی عقیدہ

پیارے بچّو! عقیدۂ ختم نبوت مسلمانوں کا اساسی اور اجتماعی عقیدہ ہے۔ اسلام نے جن بنیادی عقائد کی اہمیت پر زور دیا ہے ان میں سے عقیدۂ ختم نبوّت دینِ اسلام کی جان ہے۔ اسلام ایک مکمل نظام حیات پیش کرتا ہے۔ اس میں وہ تمام خوبیاں بکمال احسن پائی جاتی ہیں جو کہ انسانیت کی تکمیل کے لئے لازمی حیثیت رکھتی ہیں۔ اسی لئے جب قرآن کریم نازل ہو چکا تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ "آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور میں نے تمہارے لئے دینِ اسلام کو پسند کیا ہے۔" اس سے یہ بات بخوبی ظاہر ہوتی ہے کہ اسلام ایسا مکمل ضابطۂ حیات ہے کہ قیامت تک اس کے مقابل کوئی دین نہیں آ سکتا۔ نہ کوئی نیا نبی پیدا ہو سکتا ہے اور نہ ہی کسی کی شریعت چل سکتی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء کرام نبوّت کی شاندار عمارت کی اینٹیں تھیں جسے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِیْنَ وَلَا فَخْرَ اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ (الحدیث) (میں تمام مسلمانوں کا سردار ہوں اور اس پر مجھے کوئی فخر نہیں میں خاتم النبیین ہوں) اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام مسلمانوں کے قائد ہیں اور اسی اعزاز میں ختم نبوت کا تاج بھی انہی کے سر پر رکھا گیا ہے۔ کیونکہ دنیا میں بھی یہ ایک اصول ہے کہ کسی اجلاس میں سب سے مکرم شخصیت کو اخیر میں منظرِ عام پر لایا جاتا ہے تاکہ تمام لوگ مجتمع رہیں اور ان کی تقریر دلپذیر سے مستفید ہوں۔

اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے بعد تشریف لائے اس لئے کہ آپ قائدِ رسل اور سردارِ مرسلین ہیں۔ علاوہ ازیں اس روئے عالم پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کا جس شان و خوبی سے مطالعہ کیا جاتا ہے کسی شخصیت کو بھی یہ شرف حاصل نہیں ہے

نوید جانفزا اہل زمیں کو دی فرشتوں نے
مبارک ہو جہاں میں آج ختم المرسلیں آئے

مسئلہ ختم نبوت پر دلائل کے دفاتر بھرے پڑے ہیں۔ ہدایت اسی کو نصیب ہوتی ہے جو کہ عقلِ سلیم کا مالک ہو ورنہ لاکھ سمجھاؤ "نہیں" کی رٹ لگائے جائینگے۔ یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا "آپ مردوں میں سے کسی کے والد نہیں"۔ تاکہ بعد میں نبوّت کا احتمال بھی نہ ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ صحابہ کرامؓ تابعین اور تبع تابعین تمام متفق ہیں کہ حضورؐ کے بعد نبوت کا سلسلہ قطعی بند ہو چکا ہے۔ اب بھی جو ختم نبوت کا منکر ہو وہ اسلام سے خارج ہے۔

محمد امین زاہد، گورنمنٹ کالج جھنگ

قیامت

قیامت اس دن کو کہتے ہیں جس دن حضرت اسرافیل علیہ السلام اللہ تعالےٰ کے حکم سے صور پھونک دیں گے۔ دنیا کی ہر چیز نہس نہس ہو کر رہ جائے گی آسمان پھٹ جائے گا۔ چاند، سورج اور ستارے جھڑ جائیں گے۔ اور پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اُڑیں گے۔ سارے جاندار مر جائیں گے۔ اسی کا نام قیامت ہے۔

قیامت کب آئے گی؟ یہ کوئی نہیں جانتا۔ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی بہت سی نشانیاں بتائی ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں:-

۱- دنیا میں اللہ کا نام لینے والا باقی نہ رہے گا (۲) لوگ بُرے کاموں کے کرنے میں لگے ہوں گے (۳) اولاد باپ اور ماں کا کہنا نہ مانے گی (۴) گانے اور بجانے کی زیادتی ہوگی (۵) نادان اور بے علم قوم کے لیڈر ہوں گے (۶) لوگ گزرے ہوئے بزرگوں کو بُرا کہیں گے (۷) گنوار اور نکمے لوگ مالدار ہو جائیں گے۔ اور بڑی اونچی اونچی عمارتیں بنوائیں گے۔ (۸) زکوٰۃ کو تاوان خیال کریں گے (۹) عورتیں ہر کام میں مردوں کے ساتھ ہونگی (۱۰) غنڈوں کے ڈر کی وجہ سے اُن کی عزت کی جائے گی وغیرہ۔

اس کے بعد اللہ تعالےٰ پھر صور پھونکنے کا حکم دے گا۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام دوسری بار صور پھونکیں گے۔ مُردے پھر زندہ ہو جائیں گے، زندہ ہوکر ایک میدان میں اکٹھا ہوں گے۔ اس کے بعد ہر ایک سے اس کے کاموں کا حساب لیا جائے گا۔ (باقی صفحہ ۱۸ پر)

عبد اللہ

ایک دن مسعود نے پوچھا یہ عبد اللہ سے
صاحب اپنے نام کا مطلب تو کچھ سمجھایئے
نام ایسا رکھ دیا کیوں آپ کے ماں باپ نے
کیا کبھی اس بات کا سمجھا ہے مطلب آپ نے
گر نہیں سمجھے تو ہم سے آج ہی سن لیجئے
"عبد" کے معنی ہیں "بندہ" غور اس پر کیجئے
اس میں شامل ہو گیا اللہ کا پیارا جو نام
ہو گیا بندہ خدا کا یعنی اللہ کا غلام
نام جیسا ہے تو ویسا کام کرنا چاہئے
بن کے رب کا نیک بندہ اُس سے ڈرنا چاہئے

(ماخوذ) (سید محمد شفیع تمنّا، کلکتوی)

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ رمئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۶-۲۸۱ ۲ مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD۹-۲-۶۶۷/۹/۳۹ مورخہ ۲۴-اگست ۱۹۶۴ء

ازدواجی زندگی

جب خدا کا خوف ہو دل میں، خدا کی یاد بھی
مال بھی ہوتا ہے تسکینِ نظر، اولاد بھی

مال کو راہِ خدا میں صرف کرنا چاہیئے
رنگِ دیں اولاد کی سیرت میں بھرنا چاہیئے

راہِ حق میں صرف کرنے سے فزوں ہوتا ہے مال
شرط ہے اولادِ صالح کے لئے اکلِ حلال

مال پاکیزہ سے ہے توقیر و عزت کی نمود
بے بہا انعام ہے اولادِ صالح کا وجود

آب و رنگِ کائناتِ دنیوی دونوں سے ہے
زینتِ بزمِ حیاتِ دنیوی دونوں سے ہے

جب بلوغت تک پہنچ جائے قدم اولاد کا
پورا کرنا فرض ہے اللہ کے ارشاد کا

انتخابِ زوج میں کامل سلیقہ چاہیئے
نیک لڑکے کے لئے اچھی رفیقہ چاہیئے

صالحہ لڑکی ہو تو لڑکا بھی خوش اطوار ہو
دین کا پابند ہو، ذی علم ہو، خوددار ہو

ازدواجی زندگی ہے موجبِ خیر و صلاح
حسبِ ارشادِ پیمبرؐ نصف ایماں ہے نکاح

مرد و عورت کے لئے ہے یہ بھی ارشادِ حضورؐ
دیکھ لیں اک دوسرے کو عقد سے پہلے ضرور

مہر سنت کے طریقے پر مقرر کیجیئے
پھر بقدرِ استطاعت ساز و ساماں دیجیئے

مرد پر از روئے شرعی مہر عورت کا ہے فرض
جو ادا کرتے ہی بن پڑتا ہے یہ ایسا ہے قرض

پھر ضیافت عقد پر مسنون ہے اسلام میں
جس کو کہتے ہیں ولیمہ اصطلاحِ عام میں

اہلِ خانہ دف بجالیں تو ضرر کچھ بھی نہیں
ایسے اعلانِ مسرت میں خطر کچھ بھی نہیں

ماسوا ان کے نمود و نام کی تدبیر ہے
جو نگاہِ شرع میں اسراف ہے تبذیر ہے

ازدواجی زندگی ہے مژدۂ امن و سلام
اس کا مقصد ارتقا، انسانیت کا احترام

مسلمہ عورت شریکِ زندگی شوہر کی ہے
وہ محافظ بھی ہے گھر کی راعیہ بھی گھر کی ہے

مرد و زن دونوں اگر ہوں ہمخیال و ہمرکاب
ازدواجی زندگی ہے کامگار و کامیاب

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا